خطبہ نمبر

قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر ابو سعید

Online Edition

جلد:2 | شمارہ: 137 | سوموار 8 جون 2020ء | 16 شوال 1441 ہجری قمری

ارشاد باری تعالیٰ

اِنَّمَا الۡمُؤۡمِنُوۡنَ الَّذِیۡنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتۡ قُلُوۡبُہُمۡ وَ اِذَا تُلِیَتۡ عَلَیۡہِمۡ اٰیٰتُہٗ زَادَتۡہُمۡ اِیۡمَانًا وَّ عَلٰی رَبِّہِمۡ یَتَوَکَّلُوۡنَ ۚ﴿۳﴾

(الانفال:3)

ترجمہ: مومن صرف وہی ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب ان پر اُس کی آیات پڑھی جاتی ہیں تو وہ ان کو ایمان میں بڑھا دیتی ہیں اور وہ اپنے ربّ پر ہی توکل کرتے ہیں۔

خلاصہ خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیزفرمودہ 5 جون 2020ءبمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یو کے

بدری صحابہؓ حضرت صہیب بن سنانؓ اور حضرت سعدؓ بن ربیع کی سیرت و سوانح۔دونوں صحابہؓ کی عظیم قربانیوں اور اخلاص و وفا کا ایمان افروز تذکرہ

آنحضرت ﷺ کی تعلیم کی امتیازی خصوصیات میں سے ایک یہ ہے کہ آپؐ نے طبقۂ نسواں کے تمام حقوق کی پوری پوری حفاظت فرمائی

حضرت صہیبؓ بیان کرتے ہیں کہ جس معرکے میں رسول اللہ ﷺ شریک ہوئے میں اس میں موجود تھا۔ آپؐ نے جو بھی بیعت لی میں اس میں موجود تھا آپؐ نے جو بھی سریہ روانہ فرمایا میں اس میں شامل تھا اور آپؐ جس غزوے کے لئے بھی روانہ ہوئے میں آپؐ کے ساتھ شامل تھا

امریکہ کے موجودہ اندرونی حالات اور پاکستان میں احمدیوں کے کا حالات کا تذکرہ اوراحباب جماعت سے دُعا کی تحریک

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نےمورخہ 5جون 2020ء کو مسجد مبارک ، اسلام آباد ٹلفورڈ یوکے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو کہ مختلف زبانوں میں تراجم کے ساتھ ایم ٹی اے پر براہ راست نشر کیا گیا ۔حضور انور نے فرمایا: آج بدری صحابہؓ میں سے جن کا میں ذکر کروں گا ان کا نام ہے حضرت صہیب بن سنانؓ۔ آپؓ کے والد سنان بن مالک اور والدہ کا نام سلمیٰ بن قعید تھا۔ آپؓ کا وطن موصل تھا۔ حضرت صہیبؓ کے والد یا چچاکسریٰ کی طرف سے ’’ابواللہ‘‘ کے عامل تھے۔’’ابواللہ‘‘ دجلہ کے کنارے ایک شہر ہے جو بعد میں بصریٰ کہلایا۔ رومیوں نے اس علاقے پر حملہ کیا اور اُنہوں نے حضرت صہیبؓ کو قیدی بنا لیا جبکہ وہ ابھی کم عمر تھے۔ ابوالقاسم مغربی کے مطابق حضرت صہیبؓ کا نام عمیرہ تھا ،رومیوں نے صہیب نام رکھ دیا۔ حضرت صہیبؓ کا رنگ نہایت سرخ تھا۔ قد نہ لمبا تھا اور نہ ہی چھوٹا اور سر پر گھنے بال تھے۔ حضرت صہیبؓ نے رومیوں میں پرورش پائی۔ ان کی زبان میں لکنت تھی۔ قلب نے انہیں رومیوں سے خرید لیا اور انہیں لے کر مکہ آ گیا۔ پھرعبداللہ بن جدعان نے انہیں خرید کر آزاد کر دیا۔ حضرت صہیبؓ عبداللہ بن جدعان کی وفات تک اس کے ساتھ مکہ میں رہے یہاں تک کہ نبی ﷺ کی بعثت ہوگئی۔ حضرت مصلح موعودؓ ان کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ بھی رسول کریم ﷺ پر ایمان لائے اور آپؐ کے لئے انہوں نے کئی قسم کی تکالیف اُٹھائیں۔

حضرت عمار بن یاسرؓ کہتے ہیں کہ میں صہیب سے دارِ ارقم کے دروازے پر ملا تو رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے۔ میں نے پوچھا تمہارا کیا ارادہ ہے۔ صہیب نے مجھ سے کہا کہ تمہارا کیا ارادہ ہے۔ میں نے کہا میں یہ چاہتا ہوں کہ محمد ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں اور آپؐ کا کلام سنوں۔ حضرت صہیبؓ نے کہا کہ میں بھی یہی چاہتا ہوں۔ حضرت عمارؓ کہتے ہیں کہ پھر ہم دونوں آنحضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؐ نے ہمارے سامنے اسلام پیش کیا جس پر ہم نے اسلام قبول کر لیا۔ ہم سارا دن وہیں ٹھہرے رہے یہاں تک کہ ہم نے شام کی۔ پھر ہم وہاں سے چھپتے ہوئے نکلے۔ حضرت عمارؓ اور حضرت صہیبؓ نے تیس سے زائد افراد کے بعد اسلام قبول کیا تھا۔ حضرت انسؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:اسلام لانے میں سبقت رکھنے والے چار ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ میں عرب میں سبقت رکھنے والا ہوں۔ صہیب روم میں سبقت رکھنے والا ہے اور سلمان اہل فارس میں سبقت رکھنے والا ہے اور بلال حبش میں سبقت رکھنے والا ہے۔حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے بیان کیا کہ سب سے پہلے جنہوں نے اپنے اسلام کا اعلان فرمایا وہ سعد ہیں۔رسول اللہ ﷺ آپ پر شریعت اُتری تھی اور ابو بکرؓ اور عمارؓ اور ان کی والدہ سمیہؓ اور صہیبؓ اور بلالؓ اور مقدادؓ۔ پھر بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت صہیبؓ ان مؤمنین میں سے تھے جنہیں کمزور سمجھا جاتا تھا اور جنہیں مکہ میں اللہ کی راہ میں اذیّت دی جاتی تھی۔ تکلیفوں سے ان کو بھی بہت زیادہ گزرنا پڑا۔ ایک روایت کے مطابق حضرت عمار بن یاسرؓ کو اتنی تکلیف دی جاتی کہ اُنہیں معلوم نہ ہوتا کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔ یہی حالت حضرت صہیبؓ،حضرت ابوفائد، حضرت عامر بن فہیرہ اور دیگر اصحاب کی تھی۔ ان اصحاب کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی کہ ثُمَّ اِنَّ رَبَّکَ لِلَّذِیۡنَ ہَاجَرُوۡا مِنۡۢ بَعۡدِ مَا فُتِنُوۡا ثُمَّ جٰہَدُوۡا وَ صَبَرُوۡۤا ۙ اِنَّ رَبَّکَ مِنۡۢ بَعۡدِہَا لَغَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ۔(النحل:111) پھر تیرا رب یقیناً اُن لوگوں کو جنہوں نے ہجرت کی بعد اس کے کہ فتنہ میں مبتلا کئے گئے پھر اُنہوں نے جہاد کیا اور صبر کیا تو یقیناً تیرا رب اس کے بعد بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

ایک روایت کے مطابق مدینہ کی طرف ہجرت کرنے والوں میں سے جو سب سے آخر پرآئے وہ حضرت علیؓ اور حضرت صہیب بن سنانؓ تھے۔ یہ نصف ربیع الاول کا واقعہ ہے۔ آنحضرت ﷺ قبا میں قیام پذیر تھے ابھی مدینہ کے لئے روانہ نہیں ہوئے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت صہیبؓ مکہ سے ہجرت کر کے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس وقت آپؐ قبا میں تھے۔ آنحضرت ﷺ کے پاس اس وقت حضرت ابو بکرؓ اور عمرؓ بھی تھے۔ ان سب کے سامنے تازہ کھجوریں

باقی صفحہ نمبر 3 پر

اس شمارہ میں

- خلاصہ خطبہ جمعہ 5جون2020ء
- مرہم عیسیٰ
- گھروں میں بیت الدعا یا جائے نماز کے نام سے ایک کمرہ کی اہمیت
- گفتگو کا سلیقہ
- مکرمہ امۃ الحئی

فرمانِ رسول ﷺ

آنحضرت ﷺ کی کیفیتِ نماز

رسول اللہ ﷺ کی نماز یعنی تہجد کی نماز کی کیفیت جب حضرت عائشہؓ سے پوچھی گئی تو فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رمضان یا اس کے علاوہ دنوں میں گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہ پڑھتے تھے مگر وہ اتنی لمبی اور پیاری اور حسین نماز ہوا کرتی تھی کہ اس نماز کی لمبائی اور حسن و خوبی کے متعلق مت پوچھو۔

(بخاری کتاب التھجد۔باب قیام النبی ﷺ باللیلِ فی رمضان وغیرہ – حدیث نمبر 1147)

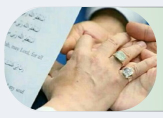

دربارِ خلافت

بچپن سے ہی آنحضرتؐ کے دل کو خداتعالیٰ نے اپنے لئے خالص کر لیا تھا

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

’’حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اپنی خالص توحید کے قیام کے لئے دنیا میں مبعوث فرمایا تھا۔ اور بچپن سے ہی اللہ تعالیٰ نے اپنی جناب سے ایسے انتظامات فرما دئیے کہ آپؐ کے دل کو صاف، پاک اور مصفّٰی بنا دیا۔ بچپن سے ہی اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے اندر اپنی محبت اور شرک سے نفرت کا بیج بو دیا۔ بلکہ پیدائش سے پہلے ہی آپؐ کی والدہ کو اُس نور کی خبر دے دی جس نے تمام دنیا میں پھیلنا تھا۔ پھر دنیا نے دیکھا کہ یہ رؤیا جو حضرت آمنہ نے دیکھا تھا، کس طرح سچ ثابت ہوا۔ اللہ تعالیٰ کی مکمل شریعت آپؐ پر اپنے وقت پر نازل ہوئی۔ اور وہ نور دنیامیں ہر طرف پھیلا۔ خدائے واحد کی محبت کا ایک جوش تھا جس نے آپؐ کی راتوں کی نیند اور دن کا چین و سکون چھین لیا تھا۔ اگر کوئی تڑپ تھی تو صرف ایک کہ کس طرح دنیا ایک خدا کی عبادت کرنے لگ جائے، اپنے پیدا کرنے والے خدا کو پہچاننے لگ جائے۔ اس پیغام کو پہنچانے کے لئے آپؐ کو تکلیفیں بھی برداشت کرنا پڑیں، سختیاں بھی جھیلنی پڑیں۔ لیکن یہ سختیاں، یہ تکلیفیں آپؐ کو ایک خدا کی عبادت اور خدائے واحد کا پیغام پہنچانے سے نہ روک سکیں۔ یہ خدائے واحد کے عبادت گزار بنانے کا کام جو آپؐ کے سپرد خداتعالیٰ نے کیا تھا وہ آپؐ پر اللہ تعالیٰ کے احکامات اترنے کے بعد تو آپؐ نے انجام دینا ہی تھا لیکن جیسا کہ میں نے کہا آپؐ کا دل بچپن سے ہی شرک سے پاک اور ایک خدا کے آگے جھکنے والا بن چکا تھا۔ خدا نے خود بچپن سے ہی اس دل کو اپنے لئے خالص کر لیا تھا۔ اگر کبھی بچپن میں اپنے بڑوں کے کسی دباؤ کے تحت، اس زمانہ کے کسی مشرکانہ تہوار میں جانا پڑا تو خداتعالیٰ نے خود ہی اس سے روکنے کے سامان پیدا فرما دئیے، خود ہی آپؐ کی حفاظت کے سامان پیدا فرما دئیے۔

اس بارہ میں ایک سیرت کی کتاب میں ایک واقعہ بھی درج ہے۔ حضرت اُمِّ اَیمنؓ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ’’بُوَانہ‘‘، وہ بت خانہ ہے جہاں قریش حاضری دیتے تھے اور اس کی بہت تعظیم کرتے تھے اس پر قربانیاں چڑھاتے تھے، وہاں سر منڈواتے تھے اور ہر سال ایک دن کا رات تک اعتکاف کرتے تھے۔ حضرت ابو طالب بھی اپنی قوم کے ساتھ وہاں حاضری دیتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی حاضری کے لئے ساتھ جانے کو کہتے(جب آپ بچے تھے) مگر آپ انکار کر دیتے۔ حضرت اُمِّ اَیمنؓ کہتی ہیں کہ میں نے دیکھا ابو طالب اور آپؐ کی پھوپھیاں ایک دفعہ آپ پر سخت ناراض ہوئیں اور کہنے لگیں آپ ہمارے معبودوں سے اجتناب کرتے ہیں اس کی وجہ سے آپؐ کے بارے میں ہمیں ڈر رہتا ہے۔ اور کہنے لگیں اے محمد!(صلی اللہ علیہ وسلم) تو کیا چاہتا ہے؟ تو کیوں اپنی قوم کے ساتھ حاضری کے لئے نہیں جاتا، اور ان کے لئے کیوں اکٹھا نہیں ہوتا۔ ان کے بار بار کہنے کے نتیجہ میں آپؐ ایک بار چلے گئے لیکن جیسا کہ اللہ نے چاہا آپؐ وہاں سے سخت گھبراہٹ اور خوف کے عالم میں لوٹ آئے۔ تو ان عزیزوں رشتہ داروں نے پوچھا کہ کیا ہوا۔ آپؐ نے فرمایا کہ میں ڈرتا ہوں کہ شیطان مجھے چھوئے۔ اس پر انہوں نے کہا کہ اللہ عزّوجلّ تجھے ہرگز شیطانی خیالات میں مبتلا نہیں کرے گا اس حال میں کہ تجھ میں نیک عادات پائی جاتی ہیں۔ تو نے کیا دیکھا ہے، خوف کی کیا وجہ ہوئی ہے؟ آپؐ نے فرمایا جونہی میں کسی بت کے قریب جانے لگتا تو ایک سفید رنگ کا طویل القامت شخص میرے لئے متماثل ہوتا اور کہتا کہ اے محمد! پیچھے رہ، اس کو مت چھو۔ ام ایمنؓ کہتی ہیں پھر انہوں نے بھی کبھی حاضری کے لئے نہیں کہا۔ یہاں تک کہ آپؐ کو نبوت سے سرفراز فرمایا گیا۔

(السیرۃ الحلبیۃ باب ما حفظہ اللہ تعالیٰ بہ فی صغرہ ﷺ من امر الجاھلیۃ)

تو یہ تھے وہ انتظامات جن کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ اس پاک اور خالص دل کی حفاظت کرتا تھا۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ4فروری2005ء)

سایہ رہے سروں پر

آقا ہمارا تُو حوصلہ ہے
تُو ہی ہمارے ہر غم کی دوا ہے

تجھی سے ملتی ہے دل کو قوت
تیری دعا ہماری روح کی غذا ہے

شفقت تیری یاد آ رہی ہے
درد تیرا دل پہ جا لگا ہے

الٰہی جلدی سے دُور کر دے
یہ جو بلا ہے جو ابتلا ہے

چلے نسل در نسل ہمیشہ
تجھ سے وفا کا جو سلسلہ ہے

بنے تیری دید عید ہر دَم
عرض ہے ربّ سے یہ التجا ہے

تیری حفاظت کرے ہمیشہ
جو ساری مخلوق کا خدا ہے

سایہ رہے تا ابد سروں پر
تجھ کو شفا ہو میری دعا ہے

سر افتخار احمد ایاز۔لندن

آج کی دعا

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُبِکَ مِنۡ زَوَالِ نِعۡمَتِکَ وَتَحَوُّلِ عَافِیَتِکَ وَ فُجَائَۃِ نِقۡمَتِکَ وَجَمِیۡعِ سَخَطِکَ

(صحیح مسلم کتاب الذکر)

ترجمہ:اے اللہ! میں تیری نعمت کے زائل ہو جانے،تیری عافیت کے ہٹ جانے،تیری اچانک سزا اور ان سب باتوں سے پناہ مانگتا ہوں جن سے تو ناراض ہو۔

یہ پیارے رسول کریم حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی خداتعالیٰ کی ناراضگی سے بچنے کی ایک جامع دعا ہے۔

ہمارے پیارےامام حضرت مرزامسروراحمدخلیفۃ المسیح الخامس ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 22مئی 2020ء کو خطبہ جمعہ میں جماعت کو اس دعا کے پڑھنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔اللہ کرے کہ ہم حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے تحت زیادہ سے زیادہ اس دعا کو اپنے رب کے حضور پیش کرنے کی کوشش کریں۔آمین

(قدسیہ محمود سردار)

بقیہ از صفحہ 1 خلاصہ خطبہ جمعہ

تھیں جو حضرت کلثوم بن ہدمؓ لائے ،راستے میں حضرت صہیبؓ کو آشوبِ چشم ہو گیا تھا۔ آنکھوں کی تکلیف ہو گئی تھی اور اُنہیں سخت بھوک لگی ہوئی تھی سفر کی وجہ سے تھکان بھی تھی۔ حضرت صہیبؓ کھجوریں کھانے کے لئے لپکے تو حضرت عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! صہیب کی طرف دیکھیں اسے آشوبِ چشم ہے اور وہ کھجوریں کھا رہا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا مذاقاً کہ تم کھجور کھا رہے ہو جبکہ تمہیں آشوبِ چشم ہے ، آنکھیں سوجھی ہوئی ہے بہہ رہی ہیں۔حضرت صہیبؓ نے عرض کیا ۔میں اپنی آنکھ کے اُس حصہ سے کھا رہا ہوں جو ٹھیک ہے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ مسکرا دیئے۔ پھر حضرت صہیبؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا کہ آپ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ ہجرت میں مجھے ساتھ لے کر جائیں گے مگر آپ چلے آئے اور مجھے چھوڑ دیا۔ پھر اُنہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ! آپؐ نے مجھے ساتھ لے کر جانے کا وعدہ کیا تھا تاہم آپؐ بھی تشریف لے آئے اور مجھے چھوڑ آئے۔ قریش نے مجھے پکڑ لیا اور مجھے محبوس کر دیا اور میں نے اپنی جان اور اپنے گھر والوں کو اپنے مال کے عرض خریدا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سودا نفع مند ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ یَّشۡرِیۡ نَفۡسَہُ ابۡتِغَآءَ مَرۡضَاتِ اللّٰہِ ؕ وَاللّٰہُ رَءُوۡفٌۢ بِالۡعِبَاد۔(البقرہ : 208) اور لوگوں میں سے ایسا بھی ہے جو اپنی جان اللہ کی رضا کے حصول کے لئے بیچ ڈالتا ہے اور اللہ بندوں کے حق میں بہت ہی مہربانی کرنے والا ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ بیان فرماتے ہیں کہ صہیبؓ ایک مالدار آدمی تھے ،یہ تجارت کرتے تھے اور مکہ کے باحیثیت آدمیوں میں سمجھے جاتے تھے مگر باوجود اس کے کہ وہ مالدار بھی تھے اور آزاد بھی ہو چکے تھے اب تو غلام نہیں رہے تھے قریش ان کو مار مار کر بیہوش کر دیتے تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ کی طرف ہجرت کر کے گئے تو آپؐ کے بعد صہیبؓ نے بھی چاہا کہ وہ بھی ہجرت کر کے مدینہ چلے جائیں مگر مکہ کے لوگوں نے اُن کو روکا اور کہا کہ جو دولت تم نے مکہ میں کمائی ہے تم اُسے مکہ سے باہر کس طرح لے جا سکتے ہو ، ہم تمہیں مکہ سے جانے نہیں دیں گے۔ صہیبؓ نے کہا اگر میں یہ سب کی سب دولت چھوڑ دوں تو کیا پھر تم مجھے جانے دو گے۔ وہ اس بات پر رضا مند ہو گئے اور آپؓ اپنی ساری دولت مکہ والوں کے سپرد کر کے خالی ہاتھ مدینہ چلے گئے اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپؐ نے فرمایا :صہیب ! تمہارا یہ سودا سب پہلے سودوں سے نفع مند رہا۔ یعنی پہلے اسباب کے مقابلے میں تم روپیہ حاصل کیا کرتے تھے مگر اب روپے کے مقابلے میں تم نے ایمان حاصل کر لیا۔ آنحضرت ﷺ نے حضرت صہیبؓ کے مکہ سے مدینہ ہجرت کرنے کے بعد ان کی اور حضرت حارث بن سمہؓ کے درمیان مؤاخات قائم فرمائی۔ حضرت صہیبؓ غزوہ بدر، احد، خندق اور باقی تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک ہوئے۔

حضرت صہیبؓ بیان کرتے ہیں کہ جس معرکے میں رسول اللہ ﷺ شریک ہوئے میں اس میں موجود تھا۔ آپؐ نے جو بھی بیعت لی میں اس میں موجود تھا ۔آپؐ نے جو بھی سریہ روانہ فرمایا میں اس میں شامل تھا اور آپؐ جس غزوے کے لئے بھی روانہ ہوئے میں آپؐ کے ساتھ شامل تھا۔ میں آپؐ کے دائیں طرف ہوتا یا بائیں طرف۔ لوگ جب سامنے سے خطرہ محسوس کرتے تو میں لوگوں کے آگے ہوتا، جب لوگ پیچھے سے خطرہ محسوس کرتے تو میں ان کے پیچھے ہوتا اور میں نے کبھی رسول اللہ ﷺ کو دشمنوں کے اور اپنے درمیان نہیں ہونے دیا یہاں تک کہ آپ ﷺ کی وفات ہوئی۔حضرت صہیبؓ بڑھاپے میں لوگوں کو جمع کر کے نہایت لطف کے ساتھ اپنے جنگی کارناموں کے دلچسپ واقعات سنایا کرتے تھے۔ حضرت صہیبؓ کی زبان میں عجمیت تھی یعنی عربوں والی فصاحت نہیں تھی۔حضرت عمرؓحضرت صہیبؓ سے بہت محبت کرتے تھے اور ان کے بارے میں اعلیٰ گمان رکھتے تھے یہاں تک کہ جب حضرت عمرؓ زخمی ہوئے تو آپؓ نے وصیت کی کہ میری نماز جنازہ صہیب پڑھائیں گے اور تین روز تک مسلمانوں کی امامت کروائیں گے یہاں تک کہ اہل شوریٰ اُس پر متفق ہو جائیں جس نے خلیفہ بننا ہے۔حضرت صہیبؓ کی وفات ماہِ شوال 38 ہجری میں ہوئی بعض کے مطابق 39ہجری میں وفات ہوئی۔ وفات کے وقت حضرت صہیبؓ کی عمر 73 برس تھی بعض روایات کے مطابق 70 برس تھی آپ مدینہ میں دفن ہوئے۔

حضور انور نے فرمایا : اگلے صحابی جن کا ذکر ہے وہ حضرت سعدؓ بن ربیع ہیں۔ان کا تعلق انصار کے قبیلہ خزرج کے خاندان بنو حارث سے تھا۔ آپ کے والد ربیع بن عمرو اور والدہ کا نام حزیلہ بنت عنبہ تھا۔حضرت سعدؓ کی دو بیویاں تھیں ایک کا نام عمرہ بنت حزم اور دوسری کا نام حبیبہ بنت زید تھا۔ حضرت سعدؓ بن ربیع کی دو بیٹیاں تھیں۔ ایک بیٹی ام سعد تھیں ایک جگہ انہیں ام سعید بھی لکھا گیا ہے ان کا اصل نام جمیلہ تھا۔ حضرت سعدؓ بن ربیع زمانہ جاہلیت میں بھی لکھنا پڑھنا جانتے تھے جبکہ بہت کم لوگ یہ جانتے تھے۔ حضرت سعدؓ قبیلہ بنو حارث کے نقیب تھے۔ ان کے ساتھ حضرت عبداللہ بن رواحہؓ بھی اسی قبیلہ کے نقیب تھے۔ حضرت سعدؓ بیعتِ عقبہ اولیٰ اور عقبہ ثانیہ میں شامل تھے۔ ہجرت مدینہ کے وقت آنحضور ﷺ نے حضرت سعدؓ اور حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کے درمیان مؤاخات قائم فرمائی۔ حضرت سعدؓ بن ربیع غزوہ بدر و اُحد میں شامل ہوئے اور غزوہ اُحد میں شہید ہوئے۔ غزوہ اُحد کے روز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : میرے پاس سعد بن ربیع کی خبر کون لائے گا۔ ایک شخص نے عرض کیا کہ میں۔ چنانچہ وہ مقتولین میں جا کر تلاش کرنے لگے۔ حضرت سعدؓ نے اُس شخص کو دیکھ کر کہا تمہارا کیا حال ہے۔ اُس نے کہا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے بھیجا ہے تاکہ میں آپؐ کے پاس تمہاری خبر لے کر جاؤں تو حضرت سعدؓ نے کہا کہ آنحضور ﷺ کی خدمت میں میرا سلام عرض کرنا اور آپؐ کو یہ خبر دینا کہ مجھے نیزے کے 12 زخم آئے ہیں اور میرے سے لڑنے والے دوزخ میں پہنچ گئے ہیں یعنی جس نے بھی میرے سے لڑائی کی اُس کو میں نے مار دیا ہے ۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جو شخص اُن کے پاس گیا تھا وہ حضرت ابی بن کعبؓ تھے۔ حضرت سعدؓ نے حضرت ابی بن کعبؓ سے کہا اپنی قوم سے کہنا کہ تم سے سعد بن ربیع کہتا ہے کہ اللہ سے ڈور اور جو عہد تم لوگوں نے عقبہ کی رات رسول اللہ ﷺ سے کیا تھا اُس کو یاد کرو۔ اللہ کی قسم اللہ کے حضور تمہارے لئے کوئی عذر نہ ہو گا اگر کفار تمہارے نبی ﷺ کی طرف پہنچ گئے اور تم میں سے کوئی ایک آنکھ حرکت کر رہی ہو یعنی کوئی شخص بھی زندہ باقی رہے ۔ تو یہ کوئی عذر نہیں ہو گا اللہ کے حضور۔ تو حضرت ابی بن کعبؓ بیان کرتے ہیں کہ میں ابھی وہیں تھا یعنی حضرت سعدؓ کے پاس ہی تھے تو حضرت سعدؓ بن ربیع کی وفات ہو گئی۔ زخموں سے چور تھے اس وقت۔ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں واپس آیا حاضر ہوا اور آپؐ کو سب بتا دیا کہ یہ گفتگو ہوئی تھی ،یہ اُن کی حالت ہے اور اس طرح شہید ہو گئے۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا : اللہ تعالیٰ اُس پر رحم فرمائے ،وہ زندگی میں بھی اور موت کے بعد بھی اللہ اور اس کے رسول کا خیر خواہ رہا۔ حضرت سعدؓ بن ربیع اور حضرت خارجہ بن زیدؓ کو ایک ہی قبر میں دفن کیا گیا ۔حضور انور نے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمدؓ اور حضرت مصلح موعودؓ کی تحریر سے حضرت سعدؓ کی شہادت کا واقعہ تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا۔

فرمایا : ایک مرتبہ حضرت سعدؓ بن ربیع کی صاحبزادی ام سعد حضرت ابوبکرؓ کے پاس آئیں تو اُنہوں نے اُس کے لئے اپنا کپڑا بچھا دیا۔ حضرت عمرؓ آئے تو اُنہوں نے پوچھا یہ کون ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: یہ اُس شخص کی بیٹی ہے جو مجھ سے اور تم سے بہتر تھا۔حضرت عمرؓ نے کہا اے خلیفہ رسول ﷺ ! وہ کون ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایاکہ وہ شخص جس کی وفات رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ہوئی اور اُس نے جنت میں ٹھکانہ بنا لیا جبکہ میں اور تم باقی رہ گئے۔حضرت جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعدؓ بن ربیع کی بیوی اپنی دونوں بیٹیوں کے ہمراہ آنحضرت ﷺ کے پاس آئیں اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! یہ دونوں سعد بن ربیع کی بیٹیاں ہیں جو آپؐ کے ساتھ لڑتے ہوئے اُحد کے دن شہید ہو گئے تھے اور ان کے چچا نے ان دونوں کا مال لے لیا ہے یعنی حضرت سعدؓ کی جائیداد جو تھی ان کے چچا نے لے لی ہے،انہیں کچھ نہیں ملا اور ان کے لئے مال نہیں چھوڑا اور ان دونوں کا نکاح بھی نہیں ہو سکتا جب تک ان کے پاس مال نہ ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا : اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں فیصلہ فرمائے گا۔ اس پر میراث کے احکام پر مشتمل آیت نازل ہوئی پھر رسول اللہ ﷺ نے دونوں کے چچا کو بلوایا اور فرمایا کہ سعد کی بیٹیوں کو سعد کے مال کا تیسرا حصہ دو اور ان دونوں کی والدہ کو آٹھواں حصہ دو اور جو بچ جائے وہ تمہارا ہے۔

حضور انور نےفرمایا :اس بارے میں اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے سیرت خاتم النبیین میں اس طرح لکھا ہے کہ حضرت سعدؓ ایک متموّل آدمی تھے، اچھے کھاتے پیتے تھے ،اپنے قبیلہ میں ممتاز حیثیت رکھتے تھے۔ اُن کی کوئی نرینہ اولاد نہ تھی صرف دو لڑکیاں تھیں اوربیوی تھی۔ چونکہ ابھی تک آنحضرت ﷺ پر ورثہ کے متعلق کوئی جدید احکام نازل نہیں ہوئے تھے اورصحابہؓ میں قدیم دستور عرب کے مطابق ورثہ تقسیم ہوتا تھا۔ متوفی یعنی فوت ہونے والے کی نرینہ اولاد نہ ہونے کی صورت میں اس کے جدی اقرباءجو تھے جائیداد پر قابض ہوجاتے تھے اور بیوہ اورلڑکیاں یونہی خالی ہاتھ رہ جاتی تھیں۔ اس لئے سعدؓ بن ربیع کی شہادت پر اُن کے بھائی نے سارے ترکہ پرقبضہ کرلیا اوراُن کی بیوہ اور لڑکیاں بالکل بے سہارا رہ گئیں۔ اس تکلیف سے پریشان ہوکرسعدؓ کی بیوہ اپنی دونوں لڑکیوں کو ساتھ لے کر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور ساری سرگزشت سنا کر اپنی پریشانی کاذکر کیا۔ آنحضرت ﷺ کی فطرت صحیحہ کواس دَرد کے قصّہ نے ایک ٹھیس لگائی مگر چونکہ ابھی تک اس معاملہ میں خدا کی طرف سے آپؐ پرکوئی احکام نازل نہیں ہوئے تھے آپؐ نے فرمایا تم انتظار کرو پھر جو احکام خدا کی طرف سے نازل ہوں گے اُن کے مطابق فیصلہ کیا جائے گا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اس بارہ میں توجہ فرمائی اورابھی زیادہ وقت نہیں گزرا تھا کہ آپؐ پرورثہ کے معاملہ میں بعض وہ آیات نازل ہوئیں جو قرآن شریف کی سورۃ النساء میں بیان ہوئی ہیں۔ اس پر آپؐ نے سعد کے بھائی کو بُلایا اوراُس سے فرمایاکہ سعدکے ترکہ میں سے دو ثلث اُن کی لڑکیوں اورایک ثمن اپنی بھاوجہ کے سپرد کردو اورجو باقی بچے وہ خود لے لو۔ اس وقت سے تقسیم ورثہ کے متعلق جدید احکام کی ابتدا قائم ہو گئی جس کی رُو سے بیوی اپنے صاحب اولادخاوند کے ترکہ میں آٹھویں حصہ کی اور بے اولاد خاوند کے ترکہ میں چہارم حصہ کی اور لڑکیاں اپنے باپ کے ترکہ میں اپنے بھائی کے حصہ کی نسبت نصف حصہ کی اوراگر بھائی نہ ہوتو سارے ترکہ میں سے حالات کے اختلاف کے ساتھ دو ثلث یانصف کی، تین چوتھائی یا نصف کی ، دو تہائی یا نصف کی اورماں اپنے صاحب اولاد لڑکے کے ترکہ میں چھٹے حصہ کی اور بے اولاد لڑکے کے ترکہ میں تیسرے حصہ کی حق دار قرار دی گئی اوراسی طرح دوسرے ورثاء کے حصے مقرر ہوگئے اورعورت کا وہ فطری حق جو اس سے چھینا جاچکا تھا اُسے واپس مل گیا۔حضرت مرزا بشیر احمدؓ لکھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی تعلیم کی امتیازی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ ہے کہ آپؐ نے طبقۂ نسواں کے تمام جائز اورواجبی حقوق کی پوری پوری حفاظت فرمائی ہے ۔

حضور انور نے فرمایا : آج کی دُنیا عورت کے حقوق کی بات کرتی ہے اور چند سطحی باتوں کو اُٹھا کر جن کا آزادی سے کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ اسلام نے جو پابندیاں لگائی ہیں وہ بھی عورت کی عزت قائم کرنے اور گھروں کے سکون اور اگلی نسل کی تربیت کے لئے رکھے ہیں ان پر اعتراض کرتے ہیں اسلام پر اعتراض کرنے والے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ عورت کی آزادی اور حقوق دلوانے کی حقیقی تعلیم اسلام کی ہی ہے۔

حضور انور نے فرمایا: موجودہ حالات کے لئے بھی دُعا کے لئے کہنا چاہتا ہوں ۔دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ جہاں کورونا کی وباء اور آفات سے دُنیا کو پاک کرے وہاں انسانوں کو یہ عقل اور سمجھ بھی دے کہ اُن کی بقاء اور بچت ایک خدا کی طرف جھکنے اور ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے میں ہے، دُنیا سے فتنہ و فساد ختم کرنے میں ہے ۔ حکومتوں کو اللہ تعالیٰ عقل دے کہ انصاف پر مبنی نظام چلائیں۔ حضور انور نے امریکہ کے موجودہ اندرونی حالات اور پاکستان میں احمدیوں کےموجودہ حالات کا ذکر کر کےاحباب جماعت کو دُعا کی تحریک فرمائی۔

پروفیسر مجید احمد بشیر

مرہم عیسیٰ

15 مئی کا دن پوری جماعت احمدیہ عالمگیر کے لئے ایک بوجھل دن تھا۔ ایم ٹی اے کا چینل لگائے اپنے پیارے آقا کے دیدار کی تمنا لئے ٹی وی کے سامنے بیٹھے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ سننے کے لئے بیتاب۔انتظار کی گھڑیاں آہستہ آہستہ گزر رہی تھیں کہ اچانک حضور انور ایدہ اللہ کے پرائیویٹ سیکرٹری مکرم منیراحمد جاوید ٹی وی سکرین پر تشریف لاتے ہیں اور اعلان ہوتا ہے کہ آج حضور انور گر جانے کی وجہ سے چوٹوں کے باعث خطبہ جمعہ کے لئے مسجد میں تشریف نہیں لا سکیں گے۔ حضور انور کی صحت کے بارہ میں اعلان ہوا اور Repeat خطبہ لگا دیا گیا۔ جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے کہ خلافت خامسہ کے دور میں یہ شاید پہلا جمعہ تھا کہ حضور انور خرابی صحت کی وجہ سے جمعہ کی ادائیگی کے لئے مسجد تشریف نہ لا ئے اورخطبہ جمعہ ارشاد نہ فرمایا۔ جس محبوب کا انتظار ہو اور وہ دیدار کے لئے نہ پہنچا۔ اداسی کے ساتھ فکر اور بے چینی کا ہونا ایک فطری امر تھا۔ ہاتھ پھیلائے، سر بسجود ایک ہی دعا تھی کہ

میرے آقا کو مولا شفاء بخش دے
ہے کروڑوں دلوں کی دعاء، التجا

کیوں نہ ہوتی یہ ہمارا وہی آقا جو ہماری ذرہ سی تکلیف پر بے چین ہوکر ساری ساری رات خدا کے حضور ہمارے لئے دعائیں مانگتا ہے۔ یہ قرض تو کسی طور پر چکایا ہی نہیں جا سکتا ۔ جان کا نذرانہ دے کر بھی نہیں۔

اگلا ایک ہفتہ کیسے گزرا، یہ تو میرا اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ دل تھا کہ مچل مچل جاتا تھا کہ کاش تمام روکیں توڑ کر اپنے آقا کے قدموں میں جا بیٹھتے۔ لیکن کیا کریں اب pandemic کی مجبوریاں۔بہرحال دعائیں کرتے اگلے چند دن اس امید پر گزرے کہ شاید حضور کا دیدار ہو جائے۔ بار بار نظریں ایم ٹی اے کی طرف اٹھ جاتیں کہ شاید حضور انور کے چہرہ مبارک کا دیدار ہو جائے۔ پہلے ایم ٹی اے پر اور پھر روزنامہ الفضل لندن آن لائن میں حضور انور کی صحت کی رپورٹ کا جان کر کچھ تسلی ہوئی اور اس دلِ بے چین کو سہارا ملا۔ خدا خدا کر کے جمعہ کا دن آیا۔ اللہ تعالیٰ نے احباب جماعت کی مضطربانہ دعاؤں کو شرف قبولیت بخشا اور ہمارے پیارے آقا حضور انور خطبہ جمعہ کے ارشاد کے لئے مسجد مبارک ٹلفورڈ تشریف لائے۔ کسی نے کیا خوب کہا کہ

پیارے آقا کی جو دید ہو گئی
آج عید سے پہلے عید ہو گئی

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا گھوڑے سے گرنا، حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی بیماری ، حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے گھوڑے سے گرنے کا واقعہ اور پھر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی بیماری اور اللہ تعالیٰ کی جماعت کی شفقت اور پیار کے سلوک کو دیکھتے ہوئے ہمیں اللہ تعالیٰ کی ذات پر کامل یقین تھا کہ وہ حیّ و قیّوم خدا آج بھی ہمارے پیارے آقا کو جلد معجزانہ طور پر شفائے کاملہ عطا فرمائے گا۔اللہ تعالیٰ نے ہم عاجزوں اور خطا کاروں کی لاج رکھی اور حضور انور اگلے ہی جمعہ کو احباب جماعت کے سامنے تھے۔الحمد للہ

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے زخموں کے علاج کے لئے محترم سیدمیر محمود احمد ناصر کی طرف سے بھجوائی گئی مرہم عیسیٰ کا ذکر فرمایا۔ ہمارے زخموں کے لئے تو پیارے آقا کا دیدار ہی مرہم عیسیٰ کا کام کر گیا۔ لیکن یہاں مرہم عیسیٰ کے بارہ میں چند حقائق پیش کرنا مقصود ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے ہمارے پیارے آقا کے لئے شفا رکھ دی۔

مرہم عیسیٰ کے بارہ میں جماعت میں منظم طور پر تحقیق ہو چکی ہے جس کا آغاز حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دور سے ہی ہو چکا تھا۔ اور آپؑ کی تصنیف مسیح ہندوستان میں آپؑ نے اسے حضرت مسیحؑ کے صلیب سے زندہ بچ جانے پر ایک اعلیٰ درجہ کی شہادت کے طور پر پیش فرمایا ہے۔اس کے اجزا ،خواص و فوائد اور مختصر تاریخ کے بارہ میں آپؑ فرماتے ہیں:۔

’’ایک اعلیٰ درجہ کی شہادت جو حضرت مسیحؑ کے صلیب سے بچنے پر ہم کو ملی ہے اور جو ایسی شہادت ہےکہ بجز ماننے کے کچھ بن نہیں پڑتا وہ ایک نسخہ ہے جس کا نام مرہم عیسیٰ ہے جو طب کی صدہا کتابوں میں لکھا ہوا پایا جاتا ہے۔ ان کتابوں میں سے بعض ایسی ہیں جو عیسائیوں کی تالیف ہیں۔ اور بعض ایسی ہیں کہ جن کے مؤلف مجوسی یا یہودی ہیں۔ اور بعض کے بنانے والے مسلمان ہیں۔ اور اکثر ان میں بہت قدیم زمانہ کی ہیں۔ تحقیق سے ایسا معلوم ہوا ہے کہ اول زبانی طورپر اس نسخہ کا لاکھوں انسانوں میں شہرہ ہوگیا اور پھر لوگوں نے اس نسخہ کو قلمبند کرلیا۔ پہلے رومی زبان میں حضرت مسیحؑ کے زمانہ میں ہی کچھ تھوڑا عرصہ واقعہ صلیب کے بعد ایک قرابادین تالیف ہوئی جس میں یہ نسخہ تھا اور جس میں یہ بیان کیا گیا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی چوٹوں کے لئے یہ نسخہ بنایا گیا تھا۔ پھر وہ قرابا دین کئی مختلف زبانوں میں ترجمہ ہوئی یہاں تک کہ مامون رشید کے زمانہ میں عربی زبان میں اس کا ترجمہ ہوا۔ اور یہ خدا کی عجیب قدرت ہے کہ ہر ایک مذہب کے فاضل طبیب نے کیا عیسائی اور کیا یہودی اور کیا مجوسی اور کیا مسلمان سب نے اس نسخہ کو اپنی کتابوں میں لکھا ہے اور سب نے اس نسخہ کے بارے میں یہی بیان کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے ان کے حواریوں نے طیار کیا تھا اور جن کتابوں میں ادویہ مفردہ کے خواص لکھے ہیں ان کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نسخہ ان چوٹوں کے لئے نہایت مفید ہے جو کسی ضربہ یا سقطہ سے لگ جاتی ہیں اور چوٹوں سے جو خون رواں ہوتا ہے وہ فی الفور اس سے خشک ہوجاتا ہے اور چونکہ اس میں مرّ بھی داخل ہے اس لئے زخم کیڑا پڑنے سے بھی محفوظ رہتاہے۔ اور یہ دوا طاعون کے لئے بھی مفید ہے۔ اور ہر قسم کے پھوڑے پھنسی کو اس سے فائدہ ہوتا ہے ۔یہ معلوم نہیں کہ یہ دوا صلیب کے زخموں کے بعد خود ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے الہام کے ذریعہ سے تجویز فرمائی تھی یا کسی طبیب کے مشورہ سے طیار کی گئی تھی۔ اس میں بعض دوائیں اکسیر کی طرح ہیں۔ خاص کر مرّ جس کا ذکر توریت میں بھی آیا ہے۔ بہرحال اس دواکے استعمال سے حضرت مسیح علیہ السلام کےزخم چند روز میں ہی اچھے ہوگئے۔ اور اس قدر طاقت آگئی کہ آپ تین روز میں یروشلم سے جلیل کی طرف ستر کوس تک پیادہ پا گئے۔‘‘
(مسیح ہندوستان میں، روحانی خزائن جلد 15صفحہ 56،57)

پھر فرمایا:

’’غرض مرہم عیسیٰ حق کے طالبوں کے لئے ایک عظیم الشان شہادت ہے۔ اگر اس شہادت کو قبول نہ کیا جائے تو پھر دنیا کے تمام تاریخی ثبوت اعتبار سے گر جاویں گے کیونکہ اگرچہ اب تک ایسی کتابیں جن میں اس مرہم کا ذکر ہے قریباً ایک ہزار ہیں یا کچھ زیادہ۔ لیکن کروڑہا انسانوں میں یہ کتابیں اور ان کے مؤلف شہرت یافتہ ہیں۔ اب ایسا شخص علم تاریخ کا دشمن ہوگا جو اس بدیہی اور روشن اور پُرزور ثبوت کو قبول نہ کرے۔‘‘
(مسیح ہندوستان میں،روحانی خزائن جلد 15صفحہ 61)

مرہم عیسیٰ جو کہ مریم حواریین ، مرہم رسل اور مرہم سلیخا یا شلیخا یا سلیخ یا سلیخا کے نام سے بھی جانی جاتی ہے اس کا ذکر تقریباً 2000 سال سے طبّی کتب میں پایا جاتا ہےاور اس کا نسخہ طب یونانی کی یونانی، لاطینی، سریانی، عربی اور عبرانی کی ’’قرابادین‘‘ میں موجود ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

’’ فاضل حکماء عہد اسلام نے جیسا کہ ثابت بن قرہ اور حنین بن اسحاق ہیں جن کو علاوہ علم طب و طبع و فلسفہ وغیرہ کی یونانی زبان میں خوب مہارت تھی جب اس قرابادین کا جس میں مرہم عیسیٰ تھی ترجمہ کیا تو عقلمندی سے شلیخا کے لفظ کو جو ایک یونانی لفظ ہے جو باراں کو کہتے ہیں بعینہٖ عربی میں لکھ دیا تا اس بات کا اشارہ کتابوں میں قائم رہے کہ یہ کتاب یونانی قرابادین سے ترجمہ کی گئی۔ اسی وجہ سے اکثر ہر ایک کتاب میں شلیخا کا لفظ بھی لکھا ہوا پاؤ گے۔‘‘ (مسیح ہندوستان میں،روحانی خزائن جلد 15صفحہ 61)

’’شلیخا کا لفظ جو یونانی ہے جو باراں کو کہتے ہیں۔ ان کتابوں میں اب تک موجود ہے۔‘‘(مسیح ہندوستان میں،روحانی خزائن جلد 15صفحہ 62)

موجودہ زمانہ میں جماعت احمدیہ نے اس راز سے پردہ اٹھایا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ:

’’یہ مرہم ایسا واقعہ مشہورہ تھا کہ کوئی فرقہ اور کوئی قوم اس سے منکر نہ ہو سکی۔ ہاں جب تک وہ وقت نہ آیا جو مسیح موعود کے ظہور کا وقت تھا اس وقت تک ان تمام قوموں کے ذہن کو اس طرف التفات نہیں ہوئی کہ یہ نسخہ جو صدہا کتابوں میں درج اور مختلف قوموں کے کروڑہا انسانوں میں شہرت یاب ہوچکا ہے اس سے کوئی تاریخی فائدہ حاصل کریں۔‘‘(مسیح ہندوستان میں، روحانی خزائن جلد 15صفحہ 64)

’’مسیح کا آسمان سے نازل ہونا بھی ان ہی معنوں سے ہے کہ اُس وقت آسمان کے خدا کے ارادہ سے کسرِ صلیب کے لئے بدیہی شہادتیں پیدا ہو جائیں گی۔ سو ایسا ہی ہوا۔ یہ کس کو معلوم تھا کہ مرہم عیسیٰ کا نسخہ صد ہا طبّی کتابوں میں لکھا ہوا پیدا ہو جائے گا۔‘‘
(راز حقیقت، روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 164 بقیہ حاشیہ)

پھر کتاب کے اختتام پر تحریر فرمایا کہ

’’اس مرہم کی تفصیل میں کھلی کھلی عبارتوں میں طبیبوں نے لکھا ہے کہ "یہ مرہم ضربہ سقطہ اور ہر قسم کے زخم کے لئے بنائی جاتی ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی چوٹوں کے لئے طیار ہوئی تھی یعنی اُن زخموں کے لئے جو آپ کے ہاتھوں اور پیروں پر تھے۔" اس مرہم کے ثبوت میں میرے پاس بعض وہ طبّی کتابیں بھی ہیں جو قریباً سات سو برس کی قلمی لکھی ہوئی ہیں۔ یہ طبیب صرف مسلمان نہیں ہیں بلکہ عیسائی، یہودی اور مجوسی بھی ہیں جن کی کتابیں اب تک موجود ہیں۔ قیصر روم کے کتب خانہ میں بھی رومی زبان میں ایک قرابادین تھی اور واقعہ صلیب سے دو سو برس گذرنے سے پہلے ہی اکثر کتابیں دنیا میں شائع ہو چکی تھیں۔ پس بنیاد اس مسئلہ کی کہ حضرت مسیح صلیب پر فوت نہیں ہوئے اوّل خود انجیلوں سے پیدا ہوئی ہے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور پھر مرہم عیسیٰ نے علمی تحقیقات کے رنگ میں اس ثبوت کو دکھلایا۔‘‘
(راز حقیقت، روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 172)

ایک تحقیق کے مطابق خیال ہے کہ 1894ءاور1895ء میں قادیان میں مرہم عیسیٰ کی تیاری حضرت حکیم نورالدینؓ کی نگرانی میں شروع ہوئی اور اسے مالش کی شکل میں تیار کیا گیا۔ یہی وہ سال ہیں جب حضرت مسیح موعودؑ نے مرہم عیسیٰ کو تاریخی ثبوت کے طور پر پیش فرمایا تھا۔ 1898ء سے 1901ء تک حکیم محمد حسین جو کہ حضرت حکیم نورالدینؓ کے شاگرد تھے انہوں نے اس پر تحقیق کر کے لاہور میں اپنے دواخانہ میں اس کی تیاری شروع کی اور لمبے عرصہ تک ان کے دواخانہ میں یہ مرہم تیار ہوتی رہی۔ بلکہ حضرت حکیم نورالدینؓ نے آپ کو اس کی سند بھی دی تھی کہ زبدۃ الحکماء حکیم محمد حسین صاحب مہتمم کارخانہ مرہم عیسیٰ

نے علم وعمل طب اور آپ کے تجربات کا بہت بڑا حصہ آپ سے براہ راست حاصل کیا تھا۔ 1900ء میں اس مرہم کے نام وجہ تسمیہ کی تشہیر کی وجہ سے ان پر مقدمہ بھی ہوا اور اس طرح ہندوستان خصوصاً لاہور اور سیالکوٹ کے اخباروں میں اس کا خوب چرچا ہوا۔ شاید یہی وجہ تھی کہ آپ حکیم مرہم عیسیٰ کے نام سے مشہور ہوئے۔ حضرت مسیح موعودؑ کو اللہ تعالیٰ نے اس مقدمہ میں فتح کی پہلے ہی اطلاع کر دی تھی۔

1978ء میں خلافت ثالثہ کے دور میں لندن میں کسرِصلیب کانفرنس کے موقع پر ایک دفعہ پھر سید عبد الحیٰ شاہ صاحب اور حکیم محمد اسلم فاروقی صاحب نے مرہم عیسیٰ پر تحقیق کی اور مرہم تیار کی۔اس سلسلہ میں مکرم سید عبد الحیٰ شاہ ایم اے کا ایک مضمون ماہنامہ انصار اللہ مارچ 1978ء کے شمارہ میں شائع ہوا۔ جس میں سے بعض حصے ہدیہ قارئین کئے جاتے ہیں۔

مرہم عیسیٰ کے بہت سے نسخے قرابادینوں میں ملتے ہیں۔ بعض نسخوں میں بارہ اور بعض میں سترہ اجزا کا ذکر ہے۔ لیکن مستند نسخوں میں بارہ حواریانِ مسیح علیہ السلام کی نسبت بارہ ہی اجزاء مانے جاتے ہیں۔(القانون مجموعہ بقائی۔قرابا دین قادری وغیرہ) غالباً اسی لئے ابن جزلہ نے منہاج البیان میں اس مرہم کو مرہم اثنا عشری کے نام سے یاد کیا ہے۔(جمع الجوامع و ذخائر التراکیب معروف قرابا دین کبیر حکیم محمد حسین خان جلد2 صفحہ 576) سب سے مستند نسخہ شیخ الرئیس بو علی سینا کی مشہور عالم کتاب القانون کا ہی قرار دیا جاتا ہے۔ اس میں مذکور تفصیلی نسخہ حسب ذیل ہے۔

i۔ شمع: موم سفید۔Wax۔ محلل۔ ملین اور رام صلبہ و مسکن اوجاع ہے۔

ii۔ مقل ازرق: Gum Gugal(نباتاتی نام)

Balsamo Dendron Mukul

Mukul مر Myrrh سے مشابہ ایک درخت کا گوند ہے۔ جالی، ملین و ملطف و محلل اورام اور مرہم رسل کا جزو اعظم ہے۔ضماداً طاغونی رسولیوں کو تحلیل کرتی ہے۔ اس کی دھونی کیڑوں کو مارتی ہے۔

iii۔ مردا سنج: Plumbi Oxidum مردار سنگ، چمکدار وزنی ڈلیاں۔ سیسہ سے بنتا ہے۔ اکال، محلل اورام، مرہموں میں استعمال ہوتا ہے۔

iv۔ مر :Myrhh نباتاتی نام Balsamo Dendron Myrhh قابض مجفف، دافع تعفن، نقرس، وجع المفاصل اور عرق النساء میں ضماداً استعمال ہوتا ہے۔

v۔ جاؤ شیر Galbanum ایک قسم کا گوند ہے۔مسخن و محلل اورام، جالی ہونے کی وجہ سے قروح خبیثہ اور اورام صلبہ پر ضماداً لگایا جاتا ہے۔

vi۔ زراوند طویل:Aristoelchia Longa ایک درخت کی جڑ ہے۔ رطوبت جذب کرتی ہے۔ جمے ہوئے خون اور ریاح کو تحلیل کرتی ہے۔ محلل اور مسخن ہے۔

vii زنجار: Subacetate of Copper سرکہ اور تانبے سے بنتا ہے، رنگ سبز آبی ہوتا ہے۔

viii۔اشق: Gum Ammonicum ایک رال دار گوند ہے۔ محلل اورام ہے۔اس کا ضماد خنازیر اور صلابت مفاصل میں مفیدہے۔

ix۔ قنہ: گندہ بیروزہ۔ Rasin of Pinuslongifolia مسخن۔ محلل اورام اور مجفف قروح ہونے کی وجہ سے اکثر مرہموں میں استعمال ہوتا ہے۔

x۔ کندر: Olibanum۔ ایک درخت کا گوند ہے۔ خراب زخموں کو درست کرتا ہے۔

xi۔ رال: Rasin سال درخت کا گوند جو نیم شفاف ڈلیوں میں ہوتا ہے، جن سے تارپین کی بو آتی ہے، قابض دافع تعفن محلل اورام، زخم بھر لاتی ہے۔ گندے مواد سے پاک کرتی ہے اور مواد کو پکاتی ہے۔

xii۔روغن زیتون: Olive Oil اعصاب کو اس کی مالش گرم کرتی ہے۔ محلل اورام ہے۔

قانون ابن سینا میں یہ بارہ اجزاء مذکور ہیں لیکن بعض اور قدیم طبّی تصانیف میں روغن زیتون اور موم کو اجزاء میں شمار نہیں کیا گیا۔کیونکہ وہ تمام مرہموں کی Base ہے۔ انہوں نے کندر کو بھی شامل نہیں کیا اس کی بجائے مندرجہ ذیل اجزاء کا ذکر کیا ہے۔

i۔ لوبان:Banzoin نباتاتی نام: Boswella Glabra ایک رال دار گوند جو الکوحل میں حل ہو جاتا ہے۔ اس میں بنزوئک ایسڈBenzoic Acid پایا جاتا ہے۔ مرہموں میں ڈالنے سے مرہم سالہا سال خراب نہیں ہوتا۔ دافع تعفن ہے اس کے تیل کی مالش پٹھوں کو تقویت دیتی ہے۔ اس کی دھونی جراثیم کش ہے

ii۔ سکبینج: ہینگ کی مانند ایک بدبو دار گوند، جالی، جاذب، محلل، مسکن، اورام صلبہ کو تحلیل کرتا ہے۔ فالج، وجع المفاصل میں بیرونی طور پر استعمال ہوتا ہے۔ انگریزی نامSegabanum

iii۔ صمغ بطم: علک البطم۔ پستہ کے درخت کا گوند، محلل اورام اور مسکن اوجاع ہے۔

(مفردات کے انگریزی نام اور خواص کتاب المفردات مصنفہ حکیم مظفر احمد اعوان سے لئے گئے ہیں۔)

یہ مرہم خاص طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے تیار کی گئی تھی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس مرہم کی ضرورت دعویٰ نبوت کے بعد پیش آئی تھی۔یہ مرہم حواریوں نے تیار کی تھی۔ دعویٰ نبوت سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کوئی حواری موجود نہیں تھا اور دعویٰ نبوت کے بعد آپ کے ساتھ سوائے واقعہ صلیب کے کوئی ایسا واقعہ پیش نہیں آیا جس کے لئے اس مرہم کی ضرورت پیش آسکتی ہو۔ (ماہنامہ انصار اللہ مارچ 1978ء)

اب محترم سیدمیر محمود احمد ناصر کی نگرانی میں واقعہ صلیب سیل میں مرہم عیسیٰ پر 1999ء سے وسیع پیمانے پر جدید ٹیکنالوجی کے ذریعہ بھرپور تحقیق جاری ہے۔ یہاں مکمل طور پر اس کا احاطہ ناممکن ہے۔ خلاصتاً مرہم حوارین کے حضرت علیہ السلام کے زمانے سے موجود ہونے کا پہلا ثبوت اس اصطلاح کا ہمیشہ چرچ میں موجود رہنا ہے۔ دعائے مرہم حوارین بھی ابتدائی کلیساء میں مروج تھی۔ وہ مسیحی طبیب جنہوں نے اس کا پہلے پہل ترجمہ روی سے سریانی میں کیا اس کے اصل نام کے اظہار سے خائف تھے۔ اسی وجہ سے پہلے تو اسے مرہم پطرس و پولوس اور بعد ازاں مرہم الرسل بنا دیا گیا۔ اس بات کا کوئی ثبوت نہیں کہ اس کے اجزاء ہمیشہ سے ہی بارہ عدد تھے۔ بو علی سینا کا نسخہ ارتقائی عمل سے گزرا ہے جبکہ داوداانطاکی نے جو نسخہ قرابا دین روی سے لیا ہے وہ مغربی روایت کے زیادہ قریب ہے۔ ابن ماسویہ کا نسخہ اب تک کا قدیم ترین نسخہ ہے جس میں سوسن کے پھول اور ایلوا بھی شامل ہیں ۔ قرابا دین الروی اور ابن ماسویہ دونوں سکبینج شامل کرتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا ماخذ مشترک ہے۔داوداانطاکی قرابا دین الروی کو نجاشہ کے دور سے قبل کی قرار دیتا ہے۔ چونکہ ابن ماسویہ النجاشۃ کا ہم عصر ہے اس لئے قرابا دین الروی اس سے قبل کی تصنیف ہے۔ ابن ماسویہ اور قرابا دین الروی کے نسخوں میں اختلاف یہ ظاہر کرتا ہے کہ ابتداء سے اس نسخہ کی دو شکلیں مروج ہوئیں، ایک وہ جس میں گل سوسن اور ایلوا شامل تھے اور دوسری وہ جس میں یہ شامل نہیں تھے۔ ثابت بن قرہ اور ابن ماسویہ سے لے کرپہلی صدی عیسوی تک کے اطباء کے حالات و قرابا دینوں کے مطالعہ سے مزید انکشاف کی توقع رکھی جا سکتی ہے۔

ٹورین شراؤڈ (Shroud of Turin) پر ایک زخمی شخص کی تصویر موجود ہے۔ پہلے خیال یہ تھا کہ تصویر الٹی کے کپڑے کے دھاگوں کے انتہائی اوپر کے Fiberals پر ہی ہے اور کوئی مواد کپڑے میں سوائے خون کے جذب نہیں ہوا۔ حال ہی میں جب کپڑے کا استر اتارا گیا تو ایک ہلکا امیج دوسری طرف بھی موجود نکلا۔ ڈاکٹر فانٹی جو اٹلی کے ایک کیتھولک سائنسدان ہیں اور جنہوں نے یہ امیج دریافت کیا ہے اس دوسرے امیج کی جو بھی توجیہ کریں۔

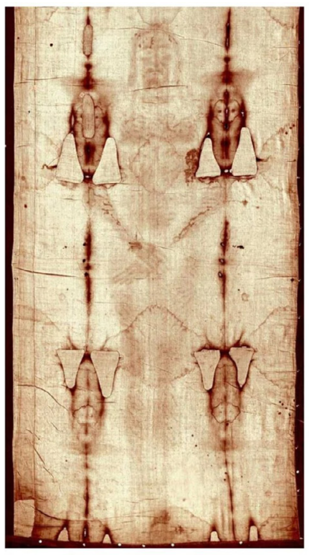

یہ بات تو واضح ہو ہی گئی ہے کہ امیج جس طرح بھی بنا وہ کپڑے کے دوسری طرف پہنچا ہے۔ اور یہی وہ کلید ہے جس کی مدد سے اس امکان کا جائزہ لیا جا سکتا ہے کہ کسی مرہم کا اس امیج کو بنانے میں کوئی کردار ہے یا نہیں۔

مرہم حوارین کی مدد سے امیج بنانے کے متعدد تجربات کئے گئے ہیں۔ جو امیج حاصل ہوئے وہ کسی میڈیم کی مدد سے کئے گئے اب تک کے تجربات میں واضح ترین ہیں۔ اور ایسی تفصیل محفوظ کرتے ہیں جو کہ صرف مرہم نکو دیمس یعنی مر اور لوبان کے مرکب کے استعمال سے ممکن نہیں۔

مرہم حوارین میں ایک جزو مردہ سنگ ہے جسے یونانی میں Lithargeyr اور لاطینی میں Spuma Argentiکہا گیا ہے۔ یہی وہStone دھات ہے جس کو پطرس اور بارہ رسولوں کے اعمال میں مسیح کے تمثیلی نام کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔Spuma Argenti کا مطلب ہے چاندی کا جھاگ(Slage of silver یا(Scum of silver)۔

مردہ سنگ کا سیدھا مطلب تھا کسی بھی دھات کا نمک۔ اسے لوہے کے علاوہ کسی بھی دھات سے حاصل کیا جا سکتا تھا۔

Spuma Argenti اس طرح تیار کیا جاتا تھا کہ چاندی کو پگھلا کر بلندی سے گرا کر نیچے ایک برتن میں جمع کیا جاتا تھا۔ پھر اسے spitمیں شعلوں میں چڑھا جاتا تھا تا کہ یہ ہلکی ہو جائے اور scum الگ ہو جائے۔ پھر scumکو چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں توڑ لیا جاتا۔ اسے پگھلایا جاتا اور راکھ اور تارکول کو اس سے الگ کر لیا جاتا۔ اب اس حاصل شدہ مواد کو سرکے یا سفید شراب، پوٹاشیم، نائٹریٹ، معدنی نمک، جانور کے معدے کے تیزاب، پانی اور پروٹین وغیرہ کے عوامل سے گزار کر اور باریک پیس کر چالیس دن تک سکھایا جاتا ۔ یہاں تک کہ ایک باریک نمک باقی رہ جاتا۔ یہ prepared spuma argentiتھا۔

Pliny the Elderاور Dioscerides دونوں نے سلور نائٹریٹ اور سلور کلورائیڈ کا ذکر کیا ہے۔ یہ مرہم عیسیٰ میں روشنی کے لئے حساس نمک کی موجودگی کا ثبوت ہے۔

مریم حوارین میں تصویر بنانے کی صلاحیت کے امکان اور قدیم

ترین نسخہ کی تلاش پر تحقیق سے مزید انکشافات متوقع ہیں۔

(ماخوذ از مضمون ازواقعہ صلیب سیل مجلہ ”نذرانہ محبت و عقیدت“ برموقع خلافت جوبلی صفحہ 83-85)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے دور میں اس تحقیق کا دائرہ بہت وسیع کر دیا گیا تھا۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے بھی بعض مجالس میں کفن پر بننے والی شبیہہ کے بارہ میں اپنی عظیم الشان تحقیق پیش کی ہے۔آپؒ ایک مجلس عرفان میں فرماتے ہیں:

”بائبل گواہی دیتی ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے جسم پر بارہ حواریوں کے نسخے سے بنائی ہوئی مرہم مل گئی اور اوپر سے لے کر نیچے تک اور یہ کہا گیا بعض لوگوں کی طرف سے مثلاً Saint John کیلئے ہیں جو یہ بیان کرتے ہیں کہ یہ اس لئے کیا گیا کہ یہود کا دستور تھا کہ وہ اپنے مردوں پر مرہم ملا کرتے تھے۔ یہ کیوں کہا Saint John نے؟اس لئے کہ تعجب ہوا کہ اگر مر گئے تھے تو مرہم کیوں ملی گئی لیکن باقی تینوں کتب نے اس بات کا ذکر نہیں کیا کہ یہود کا دستور تھا۔ اب تمام عیسائی محققین اس بات پر متفق ہیں کہ Saint John کا یہ فقرہ یا تو الحاقی ہے یا وہ Saint John کو علم ہی نہیں تھا اور وہ غیر Jew تھا خود۔کیونکہ یقینی طور پر Jews اپنے مردوں کے اوپر مرہم نہیں ملا کرتے تھے اور پھر ایسی مرہم جو زخموں کو مندمل کرنے کے لئے ہو کیا لغو فعل ہے۔ اس کے اجزاء موجود ہیں اور مرہم عیسیٰ علیہ السلام کے نام کے ساتھ وہ آج تک ایشیائی دنیا میں بھی موجود ہے اور قرابادین القانون میں اس کے نسخے موجود ہیں یعنی بوعلی سینا کی کتاب میں بھی اس کا ذکر موجود ہے اور دیگر مغربی کتب میں بھی جو پرانی طب کی کتب ہیں ان میں ذکر موجود ہے اور وہ اجزاء تک لکھے ہوئے ہیں مثلاً گندھک اور اس قسم کی دوسری چیزیں جو زخموں کو مندمل کرنے کے لئے درد کودور کرنے کے لئے خون کے بہاؤ کو روکنے کے لئے اس قسم کی چیزیں ہیں۔اب بتائیے کیوں کیا گیا ایسا؟آپ؟آپ کے محققین تو کہتے ہیں کہ یہ بالکل ایک زائد فعل ہے جس کی کوئی ضرورت نظر نہیں آتی پھر ان کو چھپا لیا گیا ایسی قبر نما جگہ میں جہاں لوگ بیٹھ سکتے تھے۔ ہمارے ہاں قبر کا اور تصور ہے وہاں پہاڑوں میں غاریں تھیں اور بعض غاروں میں جا کر مردہ رکھ دیتے تھے اور باہر پتھر رکھ دیتے تھے تو حضرت مسیح علیہ السلام کو وہاں رکھا گیا اور یہود کو خبر نہیں ہونے دی کہ کہاں چلا گیا۔“ (مجلس عرفان 18 جنوری 1983ء)

بہرحال ابھی بہت سی باتیں تحقیق طلب ہیں لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ مرہم عیسیٰ حضرت مسیح علیہ السلام کے صلیب سے زندہ بچ جانے پر ایک اعلیٰ درجہ کی شہادت ہے۔

وَمَا قَتَلُوۡهُ وَمَا صَلَبُوۡهُ وَلٰكِنۡ شُبِّهَ لَهُمۡ

بقیہ از صفحہ 7۔سنو جبکہ وہ تمہیں زندہ کرنے کیلئے پکارے

سے قبل کے درمیانی عرصہ میں بھی میری عاقبت سنوارنے کا ذریعہ بن گئی تھی ۔ قارئین کرام ،ارشادِ قرآنی ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اسۡتَجِیۡبُوۡا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوۡلِ اِذَا دَعَاكُمۡ لِمَا یُحۡیِیۡكُمۡ وَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ یَحُوۡلُ بَیۡنَ الۡمَرۡءِ وَقَلۡبِهٖ وَاَنَّهٗۤ اِلَیۡهِ تُحۡشَرُوۡنَ (الانفال:25)

ترجمہ: اے مومنو اللہ اور اس کے رسول کی بات سنو جب کہ وہ تمہیں زندہ کرنے کے لئے پکارے اور جان لو کہ اللہ انسان اور اس کے دل میں حائل ہے اور یہ کہ تم اسی کی طرف زندہ کر کے لوٹا ئے جاؤگے۔

اللہ تعالیٰ کے مقررکردہ فرستادہ بندوں یعنی انبیاء رسول اور ان کے بعد ان کے خلفاء کا کام یہی ہوتا ہے کہ وہ خداکے بندوں کومحض اس لئے پکارتے ہیں تا وہ ازلی و ابدی زندگی پائیں اورموت سے نجات حاصل کریں۔

دعاہے کہ اللہ تعالیٰ راقم سمیت جملہ احباب کوامام وقت کے ارشادات پر کان دھرنے اوران پر بروقت عمل کرنے کی توفیق عطافرمائے۔آمین

شیراز احمد۔کینیڈا

گھروں میں بیت الدعا یا جائے نماز کے نام سے ایک کمرہ کی اہمیت

گزشتہ چند ماہ سے دنیا میں کرونا وائرس کی وبا پھیلنے کی وجہ سے دنیاوی معاملات بند کر دیئے گئے ہیں۔ اسی طرح احتیاطی تدابیر کو لازمی قرار دیتے ہوئے ہر فرد معاشرہ کو یہی ہدایت کی جارہی ہے کہ اپنے گھروں میں رہیں اور صرف اشد ضروریات زندگی کے حصول کے لیے گھر سے باہر جائیں تاکہ اس بیماری میں مبتلا شخص سے محفوظ رہتے ہوئے صحت مند معاشرے کے تقاضوں کو پورا کیا جا سکے۔ یہی وہ نکتہ ہے جس کی بنیاد پر ہم مسلمانوں نے گھروں کو مسجد میں تبدیل کرتے ہوئے رمضان المبارک کی وہ تمام عبادات جو ہم مسجد میں ادا کرتے تھے گھروں میں اپنے گھر کے امام صاحب کے ساتھ ادا کی۔ یہ ایک عارضی تبدیلی موجودہ حالات کی مناسبت سے کی گئی ہدایات میں شامل ہے یعنی گھر میں ہی نماز باجماعت کا انتظام کیا جائے گھر میں نمازوں کا اہتمام اور دعا کرنا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سنت ہے۔

فرض نمازوں کی ادائیگی کے علاوہ خدا تعالیٰ کے حضور ہر وقت دعا کرنے کو آپؑ نے ہتھیار قرار دیا۔ آپ علیہ السلام چاہے گھر میں ہوتے یا سفر میں ایک جگہ مخصوص کر لیتے اور وہ ”بیت الدعا“ کہلاتا۔ قادیان میں آپ علیہ السلام کے گھر میں جو ”بیت الدعا“ ہے وہ1903ء میں بنایا گیا ۔ اپنے روزانہ کے پروگرام میں خاص ایک وقت دعا کے لئے رکھتے ۔ جانتے ہیں ایسا کیوں فرماتے ؟ تا کہ توجہ قائم ہو۔ آپ علیہ السلام کا طریق یہ تھا کہ ہر ایک اہم کام شروع کرنے سے پہلے دعا کرتے اور استخارہ کرتے۔ ہم کو بھی نماز میں اپنی زبان میں دعا مانگنی چاہیے۔کیونکہ یہ آپ علیہ السلام پسند فرماتے تھے۔چلتے پھرتے،سوتے جاگتے ہر وقت دعائیں آپ علیہ السلام کی زبان پر ہو تیں ۔ حضرت اماں جانؓ فرماتی ہیں۔

سُبۡحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمۡدِہٖ سُبۡحَانَ اللّٰہِ الۡعَظِیۡمِ

آپ علیہ السلام کثرت سے پڑھتے ، درودشریف آپ کثرت سے پڑھتے اور استغفار بہت کرتے۔

(سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام،عبدالحی احمد،صفحہ 37)

چنانچہ ہمیں تو اپنے گھروں میں بیت الدعا یا جائے نماز کے نام سے ایک کمرے کو عبادت کے لئے وقف کرنا چاہیے۔ صرف یہی نہیں بلکہ گھر میں وضو کے لیے مخصوص مقام پر مسجد کی طرز پر وضو کرنے کا انتظام بھی رکھنا چاہیے تاکہ وضو کرتے ہوئے وضو کی جگہ مخصوص ہوتے ہوئے پاکیزگی اور صفائی کا احساس ہوتا رہے۔ گھروں میں یہ مختصر سا انتظام حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت کے عین مطابق بھی ہے گو کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اس دنیا میں شرک کا خاتمہ کرتے ہوئے پہلی مسجد کی بنیاد رکھی اور بیت اللہ کی تعمیر فرمائی۔ہمیں اس علم کا مصداق بنتے ہوئے اپنے گھر میں بیت الدعا یا مسجد کے لئے ایک کمرہ وقف کر کے اللہ تعالیٰ کا عبد بنتے ہوئے سنت ابراہیمی کی پیروی بھی کرنی چاہیے۔

وَاِذۡ یَرۡفَعُ اِبۡرٰهٖمُ الۡقَوَاعِدَ مِنَ الۡبَیۡتِ وَاِسۡمٰعِیۡلُ ؕ رَبَّنَا تَقَبَّلۡ مِنَّا ؕ اِنَّكَ اَنۡتَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ ﴿۱۲۸﴾ (البقرہ:128)

اور(اس وقت کو بھی یاد کرو)جب ابراہیم اس گھر کی بنیادیں اُٹھا رہاتھا اور(اس کے ساتھ)اسمٰعیل بھی(اور وہ دونوں کہتے جاتے تھے کہ)اے ہمارے رب!ہماری طرف سے (اس خدمت کو) قبول فرما۔تو ہی (ہے جو)بہت سُننے والا(اور) بہت جاننے والا ہے۔

(تفسیر صغیرازحضرت مصلح موعودؓ صفحہ 28)

پھر ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہم ہر رمضان شریف میں اپنے گھر میں نماز تہجد اور تلاوت قرآن کریم کرنے کی سعادت حاصل کرتے رہیں گے جو مساجد میں نماز تراویح اور باجماعت نمازوں کے علاوہ ہے ۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ میں اس وائرس کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔

”اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ اس وبا نے اور کتنا پھیلنا ہے اور کس حد تک جانا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کیا تقدیر ہے لیکن اگر یہ بیماری خدا تعالیٰ کی ناراضگی کی وجہ سے ظاہر ہو رہی ہے اور اس زمانے میں ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی بعثت کے بعد مختلف قسم کی وبائیں، امراض، زلزلے، طوفان بہت زیادہ بڑھ گئے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے بداثرات سے بچنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے کی بہت زیادہ ضرورت ہے اور ہر احمدی کو ان دنوں میں خاص طور پر دعاؤں کی طرف بھی توجہ دینی چاہیے اور اپنی روحانی حالت کو بھی بہتر کرنے کی طرف توجہ دینی چاہیے اور دنیاکے لیے بھی دعا کرنی چاہیے۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ6مارچ2020ء)

حضرت مسرور

جس کا ہر لمحہ خدا کے ذکر سے معمور ہے
وہ خدا کا پیارا بندہ حضرتِ مسرور ہے

جس کا دستِ ناز ہی اب مشعلِ ایماں بنا
جو بھی اس سے دور ہے ایمان سے بے نور ہے

ڈال دیں اس نے کمندیں منزلوں کے آس پاس
دور اندیشی میں تو وہ پہلے ہی مشہور ہے

بانٹتا ہے علم وعرفاں کے خزانے روزو شب
سید و سادات ہے ان کا یہی دستور ہے

اس کو بخشا ہے خدا نے خوب انداز بیاں
سنتے ہیں کہ ان کی باتوں میں مزہ بھر پور ہے

کوئے جاناں کے گلی کوچوں سے ہے وہ آشنا
آشنائی کے لئے وہ مثلِ کوہِ طور ہے

چن لیا اس کو خدا نے اپنے کاموں کے لئے
ناصرِ دین متیں ہے شاکر و مشکور ہے

سیکھنا ہو جس نے عارف سیکھ لے حق الیقین
وہ خدا کے اذن سے اس کام پر مامور ہے

عبد السلام عارف

ڈاکٹر طارق احمد مرزا۔آسٹریلیا

سُنو، جب کہ وہ تمہیں زندہ کرنے کے لئے پُکارے

یہ جلسہ سالانہ برطانیہ 2004ء کی بات ہے ایک صاحب سے ملاقات ہوئی جنہوں نے بتایا کہ وہ پیدائشی احمدی ہیں لیکن روحانی طور پراز سرِنو زندہ ہو کر اس جلسہ میں شامل ہو رہے ہیں۔ ان کی اس بات پہ میرا متعجب اور متجسّس ہونا لازم تھا۔چہرہ بھانپ کر کہنے لگے کہ حضرت مرزا طاہراحمد خلیفۃالمسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی وفات ایک ایسا واقعہ ہے جس نے ان کے قلب و رُوح کی کایا پلٹ کے رکھ دی۔اور ایسا ہر گز ممکن نہ ہو پاتا اگر آپ کے چہرۂ مبارک کے آخری دیدار کے نظارے براہِ راست مسلم ٹیلی ویژن احمدیہMTA پہ نہ دکھائے جاتے۔آپ نے سُرخ ا نگارہ ہوتی آنکھیں پونچھتے ہوئے بتایا کہ ’’مغرب میں آکر دنیا کی ہوا و حرص مجھ پہ حاوی ہوگئی اور مال و دولت کی چکا چوند نے ایسا اندھا کر دیا کہ پھر حلال اور حرام کی بھی تمیز نہ کی اور پھر اس ضمن میں نظامِ جماعت کی طرف سے کی جانے والی اصلاح کی ہر کوشش اور حضور انور رحمہ اللہ کی طرف سے بار بار آنے والی ہدایات اور نصائح کو بھی مسلسل تخفیف کی نظر سے دیکھا۔پہلے مجھ پر چندے نہ دینے کی پابندی عائد کی گئی اوربعد ازاں اخراج از نظامِ جماعت کی سزا تک نوبت پہنچ گئی ۔ مگر نفس کچھ ایسا سرکش ہو چکا تھا کہ ہر بار ایک نئی خود ساختہ توجیہ اور ایک نیا بہانہ تراش کر ضمیر کی آواز کو اٹھنے ہی نہ دیتا۔

اس کیفیت میں شب وروز مہ و سال میں بدلتے چلے گئے حتیٰ کہ وہ دن بھی آگیا جب حضور رحمہ اللہ کا وصال ہو گیا۔اہلِ خانہ ایم ٹی اے سے جڑے بیٹھے تھے۔حضور کا جسدِ خاکی ہال میں رکھا دکھایا جا رہا تھا اور ساتھ ہی احباب کو جو حضور کے چہرہ کے آخری دیدار کے لئے آتے اور خاموشی سے رخصت ہو جاتے۔حضورانور کا جسدمبارک چارپائی پہ پڑا دیکھ کر اچانک میرے دل پہ ایک ایسی کیفیت طاری ہو ئی جسے الفاظ میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔بس وہی ایک لمحہ تھا جو میرے لئے ایک Turning Point بن گیا۔

میں نے خود سے مخاطب ہوکر کہاکہ دیکھو یہ وہ وجود ہے جو جب تک زندہ رہا تمہیں ہلاکت سے بچانے کے لئے ہر ممکن کوشش کرتا رہا۔اس کے بدلے وہ تم سے کچھ بھی تو نہیں چاہتا تھا۔بس یہی نا کہ تم اپنی عاقبت خراب نہ کرو۔اسلام کے جو موٹے موٹے یعنی بنیادی احکامات ہیں،ان پر ہی تو عمل کرنے کی طرف توجہ دلاتاتھا۔آج وہ تو اپنافریضہ نبھاکردنیا سے سُرخرو روانہ ہو گیا، کل جب اسی طرح تمہارا جسدِ خاکی چارپائی پر پڑاہوگا تو کیا تم بھی اسی طرح دنیاکو سرخروہوکرچھوڑگئے ہوگے؟تمہاراچہرہ کیا داستان سُنا رہاہوگا۔یہ تمہارا بزنس،کاروبارتوسب یہیں پڑا رہ جاناہے۔

یہ خیالات ذہن میں آتے ہی جسم پہ ایک لرزہ سا طاری ہوگیا، توبہ واستغفارکیا۔کئی دن تواپنے گھر سے ہی نہیں نکلا ۔نیت تو کرہی لی تھی، ایک دن کام پہ جاکر سارے کاروبارکویک لخت ختم کرنے کا باقاعدہ اعلان کردیا۔جو میرے کاروباری ساتھیوں اور سٹاف وغیرہ کے لئے ایک دھماکہ سے کم نہ تھا۔وہ سمجھے کہ میں پاگل ہو چکا ہوں لیکن انہیں کیا خبرکہ پاگل تو میں پہلے تھا،اب تو میں ہوش میں آیا تھا۔

حضوررحمہ اللہ کے بارہ میں سب سے زیادہ میرے دل پہ اس بات کا اثر تھا کہ یہ ہستی کیسی ہستی تھی کہ وفات کے بعد اورتدفین

باقی صفحہ 6 پر

اے مقیت۔نیوزی لینڈ

جلسہ سالانہ نیوزی لینڈ 2020ء

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ نیوزی لینڈ کا اکتیسواں جلسہ سالانہ مورخہ 17 و 18 جنوری 2020ء کو آکلینڈ میں مسجد بیت المقیت کے احاطہ میں منعقد ہوا۔ امسال جلسہ سالانہ میں شاملین کی تعداد سوا پانچ سو کے قریب تھی جن میں 70 غیر از جماعت مہمان بھی شامل ہیں ۔ ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے از راہ شفقت مکرم عبد القدوس عارف مربی سلسلہ وصدر مجلس خدام الاحمدیہ یو کے کو بطور مرکزی نمائندہ اس جلسہ میں شرکت کے لئے بھجوایا تھا۔

جلسہ کے پہلے روز خطبہ جمعہ میں شاملین جلسہ کو بالخصوص حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کی روشنی میں جلسہ سالانہ کے اغراض و مقاصد کی طرف توجہ دلائی گئی ۔ جلسہ سالانہ کا باقاعدہ افتتاح نماز جمعہ و عصر کی ادائیگی کے بعد لوائے احمدیت کے لہرائے جانے کی تقریب سے ہوا۔جلسہ سالانہ کے افتتاحی اجلاس میں مکرم بشیر احمد خان نیشنل صدر جماعت احمدیہ نیوزی لینڈ نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اس جلسہ کے لئے خصوصی پیغام کو پڑھ کر سنایا۔حضور انور نےاحباب جماعت سے اپنی توقعات کا اظہار کرتے ہوئے فرمایاکہ میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ آپ مثالی احمدی مسلمان بننے کے لئے ہمیشہ کوشش کرتے رہیں اور آپس میں بھی نیز تمام دوسرے لوگوں کے ساتھ بھی پیار، شفقت اور بھائی چارہ کا ماحول پیدا کریں۔ اور سب سے بڑھ کر اسلام کی خدمت اور اللہ تعالیٰ جو کہ ہمارا خالق ہے کے ساتھ زندہ تعلق قائم کرنے کے لئے پورے جذبہ اور جوش کے ساتھ کوشش کریں۔

جلسہ سالانہ کے دو ایام میں مختلف موضوعات پر انگریزی اور اردو میں کئی تقاریر پیش کی گئیں۔مرکزی نمائندہ مکرم عبدالقدوس عارف نےجلسہ کے پہلے روز اللہ تعالیٰ کی صفت رحیمیت کے موضوع پر انتہائی ایمان افروز واقعات کی روشنی میں سیر حاصل تقریر کی۔ اسی روز نماز مغرب و عشاء سے قبل مرکزی نمائندہ کے ساتھ خدام اور اطفال کی ایک خصوصی نشست منعقد ہوئی جس میں خدام اور اطفال کو مختلف موضوعات پر سوالات پوچھنے اور ان کے جوابات حاصل کرنے کا موقع ملا۔

جلسہ کے دوسرے دن ایک خصوصی اجلاس غیر از جماعت مہمانوں کے ساتھ رکھا جاتا ہے۔اس اجلاس میں امسال حکومتی وزراء، اراکین پارلیمنٹ، کونسلرز اور کئی دیگر عمائدین نے شرکت کی۔ دوران اجلاس مکرم مستنصر احمد قمر ،مربی سلسلہ نے اپنی تقریر میں قوم پرستی کے رجحانات کا حل اسلامی تعلیمات کی روشنی میں پیش کیا۔ جبکہ مرکزی نمائندہ نے بڑھتی ہوئی منافرت کی صورتحال میں باہمی محبت اور شفقت کی اہمیت کے حوالہ سے خطاب کیا۔انہوں نے خاص طور پر رسول پاک حضرت محمد ﷺ کے اسوہ کو پیش فرمایا کہ کس طرح آپ ﷺ نے اپنی ساری زندگی معاشرے میں باہمی محبت و احترام، رواداری اور امن کے فروغ کے لئے سعی فرمائی۔

اس اجلاس میں چند اہم مہمانوں نے بھی مختصر تقریریں کیں۔ ایتھنک کمیونیٹیز کی وزیر، محترمہ جینی سالیسا، نے جماعت کی قیام امن کے حوالہ سے کوششوں کو سراہتے ہوئے کہا کہ آپ کا ماٹو محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں یقیناً آج کے حالات میں بہت اہمیت کا حامل ہے۔

اس اجلاس کے لئے خاص طور کرائسٹ چرچ شہر سے سینٹ جان ایمبولینس سروس کے ضلعی عہدیدار کو مدعو کیا گیا تھا۔ موصوف ، والی مچلز، گزشتہ سال کرائسٹ چرچ میں ہونے والے مساجد کے حملوں میں امدادی کام کے نگران تھے۔ انہوں نے انتہائی دکھی دل کے ساتھ اس واقعہ کا ذکر کیا ۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ سالانہ اپنی تمام تر برکتوں کے ساتھ بہت کامیابی سے اختتام پذیر ہوا۔ الحمد للہ

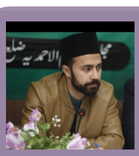

راجہ اطہر قدوس۔نائیجیریا

موذی مرض اور ہیومینٹی فرسٹ کی خدمات

آج کل دنیا ایک مہلک بحران سے گزر رہی ہے۔ اس موذی مرض کے باعث لاکھوں لوگ لقمہ اجل بن گئے جبکہ ان گنت لوگ متاثر ہو رہے ہیں۔ دنیا بھر کے ممالک اس وائرس سے بچنے کے لئے لاک ڈاؤن میں جانے پر مجبور ہیں۔ اربوں ڈالر کے نقصان کی وجہ سے بیشتر ممالک کی معیشت کی رفتار سست ہوچکی ہے۔ مایوسی کے اس دور میں Humanity First کے رضا کاروں نے ضرورت مندوں کی خدمت کے لئے قدم بڑھایا۔

دنیا کے کسی بھی دوسرے ملک کی طرح Humanity First نائیجیریا نے بھی مستحقین کی مدد کا بیڑا اٹھایا۔جماعت احمدیہ نائیجیریا کے ہیڈکوارٹر Ojokoro,Lagos سے اس مہم کا آغاز کیا گیا، جہاں پر مستحقین میں راشن کی تقسیم کی گئی۔ اس موقع پر مکرم مبلغ انچارج نائیجیریا مولانا افضال احمد رؤف اور مکرم الحاج مفضل بنکولے (نائب امیر اور نمائندہ امیر صاحب) نے دعاؤں کے ساتھ تقریب کا آغاز کیا۔ یہ مشق نائیجیریا کے دوسرے شہروں میں بھی دہرائی گئی۔ ہیومینٹی فرسٹ نائیجیریا نے ملک بھر میں سینکڑوں خاندانوں میں خشک راشن اور فوڈ پیک تقسیم کئے۔ ان اشیاء میں سینیٹائزر،فیس ماسک،چاول،دالیں،تیل اور چینی شامل تھی۔ اس مہم کو نائیجیریا کے مختلف اخبارات نے شائع کیا۔ ان میں اخبار ’’لیڈرشپ‘‘ اور ’’وائس آف نائیجیریا‘‘ شامل ہیں ۔ الحمدللہ ہیومینٹی فرسٹ کی اس کاوش کو مقامی لوگوں نے بہت سراہا نیز احمدیہ مسلم جماعت کے رضاکاروں کی لگن کی بھی تعریف کی۔ اللہ ہم سب کو اس وبائی بیماری سے محفوظ رکھے اور ان سب لوگوں کو جزا عطا فرمائے جنہوں نے اس کارخیر میں حصہ لیا۔ آمین

آپ کے خاندان کو احمدیت نے کیا دیا؟

تمام مضمون نگاروں اور شعراء سے درخواست ہے کہ وہ اختصار کے ساتھ درج ذیل 2عناوین پر رشحات قلم لکھ کر بھجیں۔

1۔ احمدیت نے آپ کے خاندان کو کیا دیا؟

2۔احمدیت نے آپ کے ملک کو کیا دیا؟

جزاکم اللہ خیراً

(ادارہ)

ظہیر احمد طاہر۔ جرمنی

گفتگو کا سلیقہ

گفتگو، بات چیت کی ایک قسم ہے جو دویا زائد افراد کے درمیان ہوتی ہے ۔ گفتگو انسانی افکار،خیالات اور اعتقادات کو دوسروں تک پہنچانے کا آسان اور اہم ترین ذریعہ ہے ۔ گفتگو کے دوران دو فریقین کے درمیان باتوں کا تبادلہ برابری کی بنیاد پر ہوتا ہے ۔ جس میں کسی کو دوسرے پر فوقیت یا برتری نہیں ہوتی بلکہ وہ باہم ایک خوشگوار ماحول میں تبادلہ خیالات کرتے ہیں ۔یعنی وہ کسی خطیب یا مقرر کے طور پر گفتگو میں شامل نہیں ہوتے بلکہ ہر شخص دوسرے کے خیالات سے استفادہ کرنے کی کوشش کرتا ہے ۔ گفتگو کا فن ہر زمانے میں تعلقاتِ عامہ کا اہم جزو رہا ہے ۔ کہا جاتا ہے کہ ایک شخص ارسطو کے پاس آیا اور کافی دیر خاموش بیٹھا رہا ۔ ارسطو نے اس سے کہا کہ تُو میرے ساتھ کچھ گفتگو کر تاکہ میں تجھے جان سکوں ۔اسی حقیقت کو ایک فارسی شعر میں اس طرح بیان کِیا گیا ہے ۔

تا مرد نہ گفتہ باشد
عیب و ہُنرش نہفتہ باشد

یعنی جب تک انسان گفتگو نہیں کرتا اُس کے عیب اور خوبیاں چُھپی رہتی ہیں گویا گفتگو کسی بھی انسان کے تعارف کا بہت بڑا ذریعہ ہے جس سے اُس کے کردار اور حسن اخلاق کو شناخت کرنے میں مدد ملتی ہے ۔یہ حسن گفتار یا حسن اخلاق ہی ہے جو انسان کو لوگوں

میں ہر دلعزیز اور مقبول بنا دیتی ہے اور وہ میدانِ عمل میں کامیابی سے ہمکنار ہوتا ہے جبکہ ایک بداخلاق اور بد تہذیب انسان دوسروں کی نگاہ میں حقیر اور ذلیل ہوجاتا ہے ۔ پس گفتگو کرتے وقت فریقین کو اپنی زبان پر کنٹرول رکھنا چاہئے تاکہ ان کی گفتگو سے باہمی اخوت و محبت میں اضافہ ہو اور گفتگو کے اختتام پر آپسی تعلق اور میل جول بڑھے ۔اچھی زبان کے استعمال سے انسان کسی کے دل میں جگہ بنالیتا ہے اور ناپسندیدہ گفتگو اُسے کسی کے دل سے نکال بھی سکتی ہے ۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ ”پہلے تولو پھر بولو“۔اللہ تعالیٰ نے انسان کے مقدر میں مسلسل محنت رکھ دی ہے جو محنت کرتا ہے وہ بالآخر کامیاب ہوتا ہے اور اُسے بلندیاں عطا ہوتی ہیں۔پس ان بلندیوں کی طرف محو پرواز ہونے کے لئے اپنی زبان کو سدھارنا اور اُس کو حسن کلام کے زیور سے آراستہ کرنا از حد ضروری ہے ۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے۔ترجمہ:یقیناً مومن کامیاب ہوگئے ۔ وہ جو اپنی نمازوں میں عاجزی کرنے والے ہیں اور جو لغو باتوں سے اعراض کرنے والے ہیں ۔(المومنون:2-4) انسان کی زبان سے نکلنے والی مختلف بولیوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کا نشان قرار دیا ہے ۔ جیسا کہ فرمایا۔وَمِنۡ اٰیٰتِہٖ خَلۡقُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَاخۡتِلَافُ اَلۡسِنَتِکُمۡ وَاَلۡوَانِکُمۡ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّلۡعٰلِمِیۡنَ(الرّوم:23) ترجمہ:اور اس کے نشانات میں سے آسمانوں اور زمین کی پیدائش ہے اور تمہاری زبانوں اور رنگوں کے اختلاف بھی ۔ یقیناً اس میں عالموں کے لئے بہت سے نشانات ہیں ۔

اگرچہ ہر انسان کا لہجہ ، تلفظ اور طرزِ گفتگو دوسرے سے مختلف ہے ۔ اُن کے رنگ اور بولیاں مختلف ہیں لیکن ان کی گفتگو کے اعضاء ایک جیسے ہیں ۔ اُن کے منہ اور زبان کی ساخت ایک جیسی ہے جبکہ اُن کے دماغ کی ساخت میں بھی کوئی فرق نہیں ۔اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں اچھی گفتگو کا طریق بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ وَقُوۡلُوۡا لِلنَّاسِ حُسۡنًا(البقرۃ:84)اور لوگوں سے نیک بات کہا کرو۔ قرآن شریف کے ایک اور مقام پر اچھے کلے اور اچھی گفتگو کو ایک مثال کے ذریعہ بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

ترجمہ:کیا تو نے غور نہیں کیا کہ کس طرح اللہ نے مثال بیان کی ہے ایک کلمہ ٔ طیّبہ کی ایک شجرۂ طیّبہ سے ۔ اس کی جڑ مضبوطی سے پیوستہ ہے اور اس کی چوٹی آسمان میں ہے ۔ وہ ہر گھڑی اپنے ربّ کے حکم سے اپنا پھل دیتا ہے تاکہ وہ نصیحت پکڑیں ۔ (ابراھیم:25-26)

پنجابی کا ایک مقولہ ہے : ”زبان شیریں ملک گیری“ یعنی اگر زبان میٹھی ہوتو انسان حکومت کر سکتا ہے۔سندھی زبان کی ایک کہاوت ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ زبان ہے تو چھوٹی سی مگر بگڑے تو وہ بِس (زہر) کی گانٹھ بن جاتی ہے ۔ انگریزی میں مثل مشہور ہے Think before you speak یعنی پہلے سوچیں پھر بولیں۔

زبان اگرچہ ایک چھوٹی سی اور خفیف وزن چیز ہے مگر اس کو قابو میں رکھنے کا فن ہر کوئی نہیں جانتا۔ حقیقت یہ ہے کہ جو انسان اپنی زبان کو قابو میں رکھنے کا فن جان لیتاہے وہ ہر جگہ عزت پاتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے۔ اچھی بات کہنا خاموشی سے بہتر ہے اور خاموش رہنا بری بات کہنے سے بہتر ہے ۔
(شعب الایمان جلد 4 صفحہ 256۔حدیث نمبر 4993)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”تقویٰ تمام جوارح انسانی اور عقائد، زبان، اخلاق وغیرہ سے متعلق ہے نازک ترین معاملہ زبان سے ہے۔بسا اوقات تقویٰ کو دور کرکے ایک بات کہتا ہے اور دل میں خوش ہوجاتا ہے کہ میں نے یُوں کہا اورایسا کہا ، حالانکہ وہ بات بُری ہوتی ہے۔“ (ملفوظات جلد اوّل صفحہ 280)

انسانی کردار کی تعمیر میں اس کی گفتگو بہت اہم کردار ادا کرتی ہے۔اسی کے ذریعہ معاملات کو خوش اسلوبی سے حل بھی کیا جاسکتا ہے اور بگاڑا بھی جاسکتا ہے ۔ اگر انسان اپنی زبان کو کنٹرول کرنے کا ملکہ حاصل کرلے اور اپنی گفتگو کو اچھے پیرائے میں بیان کرنا سیکھ لے تو وہ بہت سی الجھنوں اور پریشانیوں سے بچ سکتا ہے ۔ گفتگو کے دوران اچھے الفاظ کاچناؤ جہاں انسان کے مقام ومرتبہ کو بلند کرتے ہیں وہیں غیر مناسب الفاظ کے استعمال سے اس کی عزت گھٹ جاتی ہے ۔ عربی زبان کا ایک مشہور محاورہ ہے۔اَلۡاِنۡسَانُ مَرۡکُوۡبٌ ذَلُوۡلٌ۔زبان سدھائی ہوئی سواری ہے یعنی اسے درست کرنا اپنے اختیار میں ہے ۔پس اللہ تعالیٰ کی طرف سے ودیعت کی گئی اس نعمت سے صحیح رنگ میں فائدہ اٹھانے کے لئے ضروری ہے اپنی زبان کو ہمیشہ کنٹرول میں رکھا جائے ۔ ہمارے کسی لفظ سے کسی کی دل آزاری نہ ہو،کسی کی عزت نفس کو ٹھیس نہ پہنچے،ہماری گفتگو خوشامد اور خود ستائی سے ہٹ کر ہمیشہ کلمہ خیر پر مشتمل ہو کیونکہ ہماری زبان سے جو لفظ ادا ہوتے ہیں اُنہیں لکھنے اور شمار کرنے والے بہت مستعد ہیں۔مَا یَلۡفِظُ مِنۡ قَوۡلٍ اِلَّا لَدَیۡہِ رَقِیۡبٌ عَتِیۡدٌ(ق:19) وہ کوئی بات نہیں کہتا مگر اس کے پاس ہی (اس کا) ہمہ وقت مستعد نگران ہوتا ہے۔

حضرت عبداللہؓ بن عمرو بن العاص کہتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کون سا مسلمان بہتر ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ وہ جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں ۔
(صحیح مسلم ۔ کتاب الایمانباب بَیَانِ تَفَاضُلِ الۡاِسۡلَامِ وَاَیُّ اُمُوۡرِہٖ اَفۡضَلُ)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے شرائط بیعت میں چوتھی شرط یہ بیان فرمائی ہے کہ ”چہارم یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاًاپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا۔ نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔“
(اشتہار تکمیل تبلیغ 12 جنوری 1889ء)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہر آن ہماری مدد اور رہنمائی فرمائے۔ آمین

مبارک احمد منیر۔ برکینافاسو

حضرت لقمان کے بعض حکیمانہ اقوال

(1) حکمت و دانائی مفلس کو بادشاہ بنا دیتی ہے۔

(2) جب کسی مجلس میں داخل ہو تو اول سلام کرو پھر ایک جانب بیٹھ جاؤ اور جب تک اہل مجلس کی گفتگو نہ سن لو خود گفتگو شروع نہ کرو پس اگر وہ خدا کے ذکر میں مشغول ہوں تو تم بھی اس میں سے اپنا حصہ لے لواور اگر وہ فضولیات میں مشغول ہوں تو وہاں سے علیحدہ ہو جاؤ اور دوسری کسی عمدہ مجلس کو حاصل کرو۔

(3) اللہ تعالیٰ جب کسی کو امانت دار بنائے تو امین کا فرض ہے کہ اس امانت کی حفاظت کرے۔

(4) اے بیٹے خدائے تعالیٰ سے ڈر اور ریاکاری سے خدا کا ڈر ظاہر نہ کر کہ لوگ اس وجہ سے تیری عزت کریں اور تیرا دل حقیقتاً گنہگار ہو۔

(5) اے بیٹے جاہل سے دوستی نہ کر کہ وہ یہ سمجھنے لگے کہ تجھ کو اس کی جاہلانہ باتیں پسند ہیں اور دانا کے غصہ کو بے پرواہی میں نہ ٹال کہ کہیں وہ تجھ سے جدائی نہ اختیار کر لے۔

(5) واضح رہے کہ داناؤں کی زبان میں خدا کی طاقت ہوتی ہے ان میں سے کوئی کچھ نہیں بولتا مگر یہ کہ اس بات کو اللہ تعالیٰ اسی طرح کرنا چاہتا ہو۔

(6) اے بیٹے خاموشی میں کبھی ندامت اٹھانی نہیں پڑتی اور اگر کلام چاندی ہے تو سکوت سونا ہے۔

(7) بیٹا ہمیشہ شر سے دور رہو تو شر تم سے دور رہے گا اس لئے کہ شر سے ہی شر پیدا ہوتا ہے۔

(8) بیٹا غیظ و غضب سے بچو اس لئے کہ شدت غضب دانا کے قلب کو مردہ بنا دیتی ہے۔

(9) بیٹا خوش کلام بنو ۔

(10) نرم خوئی دانائی کی جڑ ہے۔

(11) جو بوؤ گے وہی کاٹو گے۔

(12) اپنے والد کے دوست کو محبوب رکھو۔

(13) کسی نے لقمان سے دریافت کیا سب سے زیادہ صابر کون شخص ہے؟کہا جس کے صبر کے پیچھے ایذانہ ہو،پھر دریافت کیا سب سے بڑا عالم کون ہے؟جواب دیا جو دوسروں کے علم کے ذریعہ اپنے علم میں اضافہ کرتا رہے۔ پھر سوال کیا سب سے بہتر آدمی کون سا ہے فرمایا ”غنی“سائل نے پھر کہا غنی سے مالدار مراد ہے؟جواب میں کہا نہیں بلکہ غنی وہ ہے جو اپنے اندر خیر کو تلاش کرے تو موجود پائے ورنہ خود کو دوسروں سے مستغنی رکھے۔

(14)کسی نے دریافت کیا بد ترین انسان کون سا ہے فرمایا جو اس کی پرواہ نہ کرے کہ لوگ اس کو برائی کرتا دیکھ کر برا سمجھیں گے۔

(15)بیٹا تیرے دستر خوان پر ہمیشہ نیکوکاروں کا اجتماع رہے تو بہتر ہے مشورہ صرف علماء حق ہی سے لینا۔

(قصص القرآن جلد سوم 41,42)

ناشکری کا انجام

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کے تین آدمی تھے۔ ایک کوڑھی اور دوسرا گنجا ، تیسرا اندھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی آزمائش کے لئے ان کے پاس انسانی شکل میں ایک فرشتہ بھیجا۔ پہلے وہ کوڑھی کے پاس آیا اور اسے کہا تجھے کیا چیز پسند ہے؟ اس نے جواب دیا خوبصورت رنگ ،خوبصورت جلد اور میری وہ بدصورتی جاتی رہے جس کی وجہ سے لوگوں کو مجھ سے گھن آتی ہے۔ اس فرشتے نے اس پر ہاتھ پھیرا اور اس کی بیماری جاتی رہی اور خوبصورت رنگ اس کو مل گیا۔ پھر فرشتے نے کہا کون سا مال تجھے پسند ہے اس نے اونٹ یا گائے کا نام لیا۔ اسے اعلیٰ درجہ کی اونٹنیاں دے دی گئیں ۔ فرشتے نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ تیرے مال میں برکت دے پھر وہ گنجے کے پاس گیا اور اسے کہا کہ کون سی چیز تجھے زیادہ پسند ہے؟ اس نے جواب دیا خوبصورت بال ملیں اور گنجے پن کی بیماری چلی جائے جس کی وجہ سے لوگوں کو مجھ سے گھن آتی ہے۔ فرشتے نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا تو اس کی بیماری جاتی رہی اور خوبصورت بال اس کے اگ آئے۔ پھر فرشتے نے کہا کہ کون سامال تجھے زیادہ پسند ہے؟ اس نے کہا گائیں ۔ فرشتے نے اس کو عمدہ گائیں دے دیں اور دعا کی کہ اللہ تعالیٰ اس کے مال میں برکت دے۔ پھر وہ اندھے کے پاس گیا اور کہا کہ تجھے کون سی چیز زیادہ پسند ہے؟ اس نے جواب دیا میں چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میری نظر کو لوٹا دے تاکہ میں لوگوں کو دیکھ سکوں۔ فرشتے نے اس پر ہاتھ پھیرا اور اللہ تعالیٰ نے اس کو نظر واپس دے دی۔پھر فرشتے نے پوچھا کون سا مال تجھے زیادہ پسند ہے؟ اس نے جواب دیا بکریاں، چنانچہ خوب بچے دینے والی بکریاں اسے دے دی گئیں۔ پس اونٹ ، گائیں اور بکریاں اتنی پھلی پھولیں کہ اونٹوں کی قطاروں، گائیوں کے گلوں اور بکریوں کے ریوڑوں سے وادیاں بھر گئیں۔ کچھ مدت کے بعد پھر فرشتہ کوڑھی کے پاس غریبانہ شکل و صورت میں آیا اور کہا میں غریب آدمی ہوں۔ میرے تمام ذرائع ختم ہو چکے ہیں خدا تعالیٰ کی مدد کے سوا آج میرا کوئی وسیلہ نہیں جس سے میں منزل مقصود تک پہنچ سکوں،میں اس خدا تعالیٰ کا واسطہ دے کر تجھ سے ایک اونٹ مانگتا ہوں جس نے تجھے خوبصورت رنگ دیا ، ملائم جلد دی اور بیشمار مال عنایت کیا۔اس پر اس نے کہا مجھ پر بہت سی ذمہ داریاں ہیں ، میں ہر ایک کو کس طرح دے سکتا ہوں۔ انسان نما فرشتہ نے کہا ۔ تو وہی کوڑھی غریب اور محتاج نہیں ہے۔ جس سے لوگوں کو گھن آتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے تجھے صحت عطا فرمائی اور مال دیا۔ اس پر وہ بولا تم کیسی باتیں کرتے ہو؟ مال تو مجھے آباؤ اجداد سے ورثہ میں ملا ہے یعنی میں خاندانی امیر ہوں اس پر فرشتہ نے کہا اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ تجھے ویسا ہی کر دے جیسا تو پہلے تھا ۔ پھر وہ گنجے کے پاس آیا اور اس کو بھی وہی کہا جو پہلے کوکہا تھا اس نے بھی وہی جواب دیا جوپہلے نے دیا تھا۔ اس پر فرشتہ نے کہا اگر تو جھوٹ بول رہا ہے تو اللہ تعالیٰ تجھے ویسا ہی کر دے جیسا تو پہلے تھا۔ پھر وہ فرشتہ اسی ہئیت اور صورت میں اندھے کے پاس آیا اور اسے مخاطب کر کے کہا میں غریب مسافر ہوں سفر کے ذرائع ختم ہو چکے ہیں اللہ تعالیٰ کی مدد کے سوا منزل مقصود تک پہنچنے کا کوئی وسیلہ نہیں پاتا تجھ سے میں اس خدا کا واسطہ دے کر مانگتا ہوں جس نے تجھے نظر واپس دے دی اور تجھے مال و دولت سے نوازا۔ اس آدمی نے کہا بےشک میں اندھا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے نظر عطا کی۔ غریب تھا اس نے مال دیا۔ جتنا چاہو اس مال میں سے لے لو اور جتنا چاہو چھوڑ دو۔ سب کچھ اسی کا دیا ہوا ہے۔ خدا تعالیٰ کی قسم آج جو کچھ بھی تم لو اس سے کسی قسم کی تکلیف اور تنگی محسوس نہیں کروں گا۔ اس پر اس انسان نما فرشتہ نے کہا اپنا مال اپنے پاس رکھ۔ یہ تو تمہاری آزمائش تھی اللہ تعالیٰ تجھ سے خوش اور تیرے دوسرے ساتھیوں سے ناراض ہے۔ تو رحمت کا مستحق اور وہ اس کے غضب کے مورد بن گئے۔

(بخاری کتاب الانبیاء باب حدیث ابرص)

کاشف احمد

کچھ چیزیں دور سے ہی اچھی لگتی ہیں

کچھ چیزیں جتنی دور سے اچھی لگتی ہیں قریب جا کر ان کے ساتھ رہ کر کچھ وقت بتا کر ان میں وہ بات نہیں رہ جاتی - جیسے چاند کو دور سے دیکھنے پر وہ خوبصورت نظر آتا ہے لیکن خلانوردوں کے بقول قریب جا کر اس میں وہ بات نہیں رہتی۔

ایسے ہی کبھی کبھی بس کچھ چیزیں ہی نہیں لوگ اور جگہیں بھی ہوتی ہیں - لیکن یہ ضروری نہیں کہ قریب سے دیکھنے پر کوئی برائی سامنے آجاتی ہے یا کچھ غلط ہو جاتا ہے بس شائد ہماری بصیرت اس کے مطابق نہیں ہوتی یا پھر وہ ہمارے لئے نہیں بنا ہوتا جو دور سے بہت جاذب نظر اور حسین لگتا ہے۔

کبھی کبھی ہم دور کے ڈھول سہانے والی مثال کا بھی تجربہ کر لیتے ہیں اور اکثر قریب جا کر جب وہ ویسا نہیں سنائی دیتا جیسا دور سے بھلا لگا کرتا تھا تو اس ڈھول کا قصور سمجھ بیٹھتے ہیں یا پھر بیچارے ڈھولچی کا- جبکہ نہ تو یہ قصور ڈھول کا ہے نہ ڈھولچی کا یہ تو بس ہماری سننے کی صلاحیت ہوتی ہے جو ایک خاص دوری سے اسے مدھر محسوس کر رہی ہوتی ہے اور قریب سے وہی مدھر آواز ہمیں بری لگنے لگ جاتی ہے کیونکہ ہماری سننے کی صلاحیت اتنے قریب سے اسی آواز کو ویسے محسوس نہیں کر پاتی۔

اس میں کچھ غلط ہر گز نہیں ہوتا بس ہم سمجھ نہیں پاتے کہ کبھی کبھی فاصلہ اور صورت حال ہمارے لئے خاص معنی رکھتی ہے جس طرح ہماری شخصیت منفرد تخلیق کی گئی ہے اسی طرح کے لوگ چیزیں اور جگہیں ہمیں راس آتی ہیں بالکل اسی طرح جیسے ہمیں زمین پر رہنے کے لئے تخلیق کیا گیا ہے اور ہم زمین کے مخصوص ماحول اور حالات میں ہی زندہ رہ سکتے ہیں ویسے ہی ہمیں خوش اور مطمئن زندگی کے لئے اپنی شخصیت سے مطابقت رکھنے والے حالات درکار ہوتے ہیں۔

اس میں کسی جگہ، شخص یا چیز کا قصور کم ہی ہوتا ہے۔ضروری تو نہیں کہ بظاہر کسی ہمارے طرح کے انسان کو جو راس آگیا ہو وہ ہمیں بھی راس آ جائے۔ یہی تو فرق ہوتا اور یہی انفرادیت ہے اور یہی اس خالق کائنات کی تخلیقات کا حسن ہے کہ اس نے ہر ایک انسان کی شخصیت کے مطابق اس کے حالات لوگ اور چیزیں تخلیق کی ہیں۔

یا یوں کہہ لیجئے کہ ہمیں کچھ خاص طرح کی چیزوں ، لوگوں اور جگہوں کے لئے تخلیق کیا ہے - ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم کتنا خود کو ان چیزوں لوگوں اور جگہوں کے مطابق تیار کر سکتے ہیں جن سے ہمیں واسطہ پڑتا ہے یہ وہ صلاحیت ہوتی ہے جس کو گیلی مٹی کی صلاحیت کہتے ہیں۔

یہ گیلی مٹی جس سے انسان کی تخلیق ہوئی ہے اس کی خصوصیت میں جذب کرنے، لچک اور ڈھلنے کی صلاحیت ہوتی ہے اور جتنا زیادہ یہ صلاحیت ہوتی ہے اتنا زیادہ ہی وہ انسان کہلانے کے قابل ہوتا ہے - کچھ لوگوں میں یہ صلاحیت بلکل نہیں ہوتی کچھ میں تھوڑی اور کچھ میں جذب کرنے ، لچک اور ڈھل جانے کی صلاحیت بہت زیادہ بھی ہوتی ہے۔

لیکن ضروری نہیں کہ انسان کسی چیز کو قریب سے دیکھ کر اس میں وہ بات محسوس نہ کرے اور اسے یکسر ترک کر کے آگے بڑھ جائے- ایسا بھی تو ہو سکتا ہے کے بس دوبارہ سے وہی فاصلہ قائم کر کے وہی خوبصورتی برقرار رکھے جیسے پہلے ہوا کرتی تھی

بس اس بات کا بروقت فیصلہ کر لینا ہی دانائی کہلاتی ہے کہ یہ چیز دور دور سے ہی اچھی رہے گی اور یہ قریب جا کر بھی حسین نظر آئے گی یا پھر اور بھی زیادہ خوبصورت لگنے لگے گی۔

لیکن یہ بھی تو بہت اچھی بات ہے کہ ہر چیز ایسی نہیں ہوتی بس کچھ ہی چیزیں دور سے اچھی لگتی ہیں اور قریب جا کر وہ بات نہیں رہتی شائد اسی لئے اکثر لوگ دھوکہ کھا جاتے ہیں اپنی سمجھ بوجھ اور دانائی کی کمی کا شکار ہو جاتے ہیں اور پھر اس چیز ، رشتے تعلق یا جگہ کو قصور وار ٹھہراتے ہیں۔

جیسے لوگ جب کسی جگہ کی چکاچوند سے متاثر ہو جانے کی وجہ سے ہر ممکن کوشش کرنے کے بعد وہاں پہنچ جاتے ہیں اور پھر کچھ عرصہ وہاں گزار لینے کے بعد محسوس کرتے ہیں کہ جیسا وہ سمجھتے تھے کہ وہ جگہ بہت اچھی ہوگی اور زندگی کو مزید خوبصورت اور کامیاب بنا ڈالے گی ویسا ہر گز نہیں ہے یا پھر وہ جگہ اتنی بھی اچھی نہیں جتنا سوچا تھا۔

وہ خواب جب بظاہرپورے ہو جاتے ہیں، جن کو لے کر اتنا لمبا سفر کیا تھا تو حقیقت آشکار ہوتی ہے کہ ان خوابوں کی جتنی قیمت چکائی ہے ضرورت سے کہیں زیادہ تھی- بالکل ویسے ہی کوئی تعلق یا پھر رشتہ جو بہت چاؤ سے قائم کیا ہوتا ہے اس کے ساتھ وقت گزارنے کے بعد لگتا ہے کہ در اصل وہ ویسا نہیں تھا جیسے دور سے دکھتا تھا یا پھر ویسا نہیں رہا جیسا سوچ کر وہ تعلق قائم کیا تھا۔

در اصل زندگی بے نقص اور بالکل مکمل ہونے کا نام نہیں یہ تو اپنی نا مکمل حیثیت میں ہے خوشی خوشی قبول کر لینے کا نام ہے اور اس خاص طرح کے ادھورے پن کو ساتھ لے کر چلنے اور اسی سے لطف اٹھانے کا فن سیکھ لینے کا نام بھی ہےلیکن یہ ادھورا پن بس کچھ خاص طرح ہی ہو تو بہتر ہے جسے ساتھ لے کر چلا جا سکتا ہو - یہاں شخصیت کے جھول یا کردار کے ادھورے پن کا ذکر نہیں ہو رہا۔

اس سب کے بر عکس ایسا بھی تو ممکن ہے کہ دور سے بظاہر غیر خوشنما معمولی چیز جس میں کوئی چکا چوند بھی نہ ہو ، قریب سے دیکھنے پر اچھی لگنے لگے - بظاہر پہلی بار میں کچھ تکلیف دہ سمجھے جانے والے نئے ذائقے در اصل لذیذ ثابت ہونے لگیں - کچھ لوگ جو پہلے قابل توجہ یا دلچسپ محسوس نہ ہوتے ہوں وہ قریب جانے پر اچھے لگنے لگیں جیسے ایک بار گھر میں بجلی کی خرابی کے ساتھ جب انٹرنیٹ بھی بند ہو گیا تو بچوں نے کچھ وقت گھر والوں کے ساتھ گزار کر دوستوں کو حیران ہو کر بتایا کہ میں گھر والوں کے ساتھ بیٹھا رہا اور وہ تو کافی اچھے لوگ ہیں۔

جب ایک نا پختہ ذہن یا کوئی بچہ کسی ذائقے سے نا واقف ہوتا ہے تو اسے ہم نئے ذائقوں اور لذّتوں سے متعارف کروا نے کے لئے کافی جتن کرتے ہیں تاکہ اسے اعلیٰ لذتوں اور اس کی عمر کے مطابق خوراک کی عادت ہو سکے - اسی طرح نئی چیزوں اور جگہوں کا سیکھنا بھی ضروری ہوتا ہے بالکل ویسے ہی اگر ہمیں اچھے اخلاق و آداب سے متعارف نہ کروایا جاے، نیکی کی عادت نہ ڈالی جائے تو شخصیت کا ادھورا پن اورکردار کی کمی بہت تکلیف دہ اور کبھی تو نا قابل برداشت ہو جاتی ہے۔

اس لئے فرمایا کہ ہو سکتا ہے کوئی شے جس سے تو کراہت کرے اور تیرے لئے وہی اچھی ہو اور کوئی شے جسے تو پسند کرتا ہو وہ تیرے لئے شر کا باعث ہو ، صرف اللہ ہی بہتر جاننے والا ہے۔

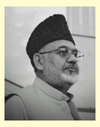

سید شمشاد احمد ناصر۔امریکہ

ہیومینٹی فرسٹ کے تحت امریکہ میں خدمات

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہیومینٹی فرسٹ کے تحت امریکہ بھر میں رضاکاران خلقِ خدا کی معاشی و طبی خدمات میں مصروف ہیں۔ روزانہ کی بنیاد پر کئی گھنٹے راشن اور پکے ہوئے کھانوں کی تقسیم جاری ہے۔ نیز ہیلپ لائن کے ذریعہ سے ڈاکٹرز و دیگر میڈیکل عملہ کے نمائندگان معلومات بہم پہنچا رہے ہیں۔

کرونا وائرس سے جہاں دنیا بھر میں اندازاً 4 لاکھ افراد لقمہ اجل بن چکے ہیں وہیں امریکہ اس فہرست میں 85 ہزار سے زائد افراد کی ہلاکت کے ساتھ اوّل نمبر پر ہے۔ ہیومینٹی فرسٹ کے یہ رضاکار اپنی جانیں ہتھیلی پر رکھے امریکن عوام کے شانہ بشانہ کھڑے دکھائی دیتے ہیں۔ ملک کے متعدد مقامات پر جماعتِ احمدیہ کی مساجد میں اور دیگر حکومتی و رفاہی اداروں سے مل کر کئی ایک جگہوں پر راشن تقسیم کرنے کے سینٹرز قائم کیے گئے ہیں جن میں رواں ہفتہ کے دوران 333,582 راشن یا پکے ہوئے کھانے تقسیم کیے گئے جن میں 280 رضاکاران نے 38,150 گھنٹوں سے زائد کام کیا۔ الحمد للہ علی ذالک۔

ان قائم کردہ سینٹرز میں نمایاں طور پر مسجد ہادی سنٹرل جرسی میں 5,471 مستحقین میں راشن اور پکے ہوئے کھانے تقسیم کیے گئے، شکاگو بھر میں 20,743، نیویارک میں 32,610، فلاڈیلفیا میں 6,189، بیت الاحسان سیاٹل میں 3,210، مسجد مسرور ورجینیا میں 95,360 جبکہ بیت الرحمٰن سلور سپرنگ میں 2,288 ضرورتمند افراد میں راشن یا پکا ہوا کھانا تقسیم کیا گیا۔

ہیومینٹی فرسٹ کے کارکنان غذا کی ضروریات پوری کرنے کے ساتھ ساتھ کرونا وائرس کے پھیلاؤ کو روکنے کے لیے ماسک اور دستانے بھی فراہم کر رہے ہیں۔ ان سے استفادہ حاصل کرنے والوں میں مقامی ہسپتال و کلینک، پولیس اور ہیومینٹی فرسٹ کے تحت قائم کردہ سینٹرز پر تشریف لانے والے مستحقین افراد شامل ہیں۔

ایک امریکن خاتون نے ہیومینٹی فرسٹ کو ایک خط بھیجا جس میں انہوں نے ہیومینٹی فرسٹ کی تعریف میں لکھا کہ انہوں نے اپنی کار میں مسجد مسرور ورجینیا کے سامنے سے گزرتے ہوئے گاڑیوں کی ایک لمبی قطار دیکھی جو کہ مسجد میں راشن لینے کے لئے مسجد میں داخل ہونے کا انتظار کر رہی تھیں۔ ان خاتون نے ہیومینٹی فرسٹ اور جماعتِ احمدیہ کی اِس خدمتِ خلق کو بہت سراہا اور اپنے فیس بک پر بھی یہ مثبت رائے پوسٹ کی۔ ان خاتون نے ہیومینٹی فرسٹ کی ویب سائٹ پر عطیہ بھی دیا۔

فلوریڈا میں ایک خاندان نے ہیومینٹی فرسٹ کے طالبِ علم رضاکاران سے پکا ہوا کھانا لینے کے بعد اس رائے کا اظہار کیا کہ اس وبا کے حالات میں ایک ہفتہ میں یہ کھانا سب سے بہترین تھا۔

ایک اور فرد نے ہمیں بتایا کہ وہ ایک ہسپتال میں کام کرتا ہے اور دو ہفتوں میں اس کی نوکری ختم ہونے والی ہے۔ اس نے یہ بھی بتایا کہ وہ میکسیکو میں اپنے خاندان کو پیسے بھیجتا ہے اور انہیں یہ نہیں بتانا چاہتا کہ اس کی نوکری ختم ہونے والی ہے۔ ہیومینٹی فرسٹ کی طرف سے ملنے والے ہفتہ وار راشن سے وہ جو پیسے بچا سکتا ہے وہ ان مشکل حالات میں اس کے اور اس کے خاندان کے کام آ سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے عاجزانہ دعا ہے کہ وہ رمضان المبارک کے ان با برکت ایّام میں ہیومینٹی فرسٹ کے رضاکاران کی ان حقیر کاوشوں کو با ثمر فرمائے اور دنیا کو اس مہلک مرض سے محفوظ رکھے۔ آمین

آزاد نظم

خدائے ذوالجلال تو
زمین کو پھر سے حکم کر

وہ ہر بلا کو نگل لے
اور آسمان کو اذن دے

وہ رحمتیں بکھیر دے
اور آندھیوں کو بھیج کر

اڑا دے خاک ظلم کی
سمیٹ دے وہ فاصلے

عدو نے جو بڑھائے ہیں
یہ عید بھی وہ عید بھی

منائیں سب سکون سے
خوشی سے سب گلے ملیں

کھلے ہیں جو زخم سلیں
کوئی نہ روک ٹوک ہو

ملائیں ہاتھ ہاتھ سے
ذرا جو ڈگمگائیں تو

کسی کا ہاتھ تھام لے
گلے میں بانہیں ڈال کے

کوئی ہمیں کہے سنبھل
لٹا کے گود میں کبھی

کہے ہمیں وہ پیار سے
یہ عشق کی نماز ہے

قضا نہ ہونے پائے گی
ابھی تو رات باقی ہے

نشے میں ابھی ساقی ہے
امید رکھ خدا سے جلد

رت بدل ہی جائے گی
میرے شہر کی رونقیں

وہ خود لوٹانے آئے گا
اجڑ گئیں جو محفلیں

وہ خود سجانے آئے گا
عدو کا ہاتھ روکنے

وہ پھر سے لوٹ آئے گا
بڑھائے اِس نے فاصلے

سمیٹنے وہ آئے گا
وہ پہلے جیسی رونقیں

وہ پہلے جیسی محفلیں
دکھائے ہیں اگر یہ دن اگر

تو وہ بھی دن دکھائے گا
اٹھو وفا کے قافلوں

اٹھو جفا کے حاملو
اسی کی تم ندا سنو

اسی سے تم دعا کرو
وہ دیکھ کے جفائیں سب

وہ سن کے یہ دعائیں سب
ضرور لوٹ آئے گا ضرور لوٹ آئے گا....

قریشی داؤد احمد ساجد۔اسکاٹ لینڈ

صاحبزادی عطیۃ اللطیف

میری امی مکرمہ امۃ الحئی

میری والدہ مکرمہ صاحبزادی امۃ الحئی کی وفات مئی 2018ء میں 70سال کی عمر میں ہوئی۔اناللہ وانا الیہ راجعون

امی نے اپنی بیماری کا بہت جرأت سے مقابلہ کیا۔دسمبر 2016ء میں امی کو جگر کے کینسر کی تکلیف لاحق ہوئی۔لندن میں ایک سال تک ان کا آپریشن اور دوائیوں سے علاج ہوتا رہا۔علاج کے دوران ان کی سوچ مثبت رہی اور اللہ پر کامل یقین تھا۔ایک سال بعد ڈاکٹروں نے جواب دے دیا کہ مرض بڑھ گیا ہے اور مزید علاج نہیں ہے۔اس بات سے شروع میں امی کی طبیعت پر قدرتی ایک اثر ہوا۔لیکن اللہ کے احسانات کا ذکر نرس سے کیا کہ میں نے الحمد للہ بہت اچھی زندگی گزاری ہے اوراللہ تعالیٰ کا مجھ پر اتنا فضل ہوا ہے،لیکن اگر اللہ تعالیٰ کی یہی تقدیر ہے تو میں اس پر راضی ہوں۔میں ساتھ بیٹھی سب کچھ سنتی رہی ، امی کی آواز میں کوئی کمزوری نہ تھی ۔

یہ سچ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری امی کو ایک بھرپور خوشحال زندگی دی۔لیکن جب میں ان کی زندگی کے بارے میں سوچتی ہوں تو حیران ہوتی ہوں کہ کیسے اللہ نے ان کو ہمت و طاقت دی تھی کہ مشکل کام بھی خود آسانی سے کرلیتی تھیں۔امی کی وفات کے ایک سال بعد بھی میرا غم تازہ ہے لیکن جیسا کہ میں نے اپنی امی سے سیکھا کہ محض اللہ کے فضل اور دعاؤں سے اللہ ساری مشکل آسان کر دے تاکہ میں امی کو درد و غم کے بغیر یاد کروں۔اگر کوئی مجھ سے پوچھے کہ امی کی کون سی بات زیادہ یاد ہے تو میں جواب دوں گی کہ ان کی دعائیں۔مجھے بچپن سے یاد آتا ہے کہ کیسے امی رات کو تہجد کے لئے اٹھا کرتی تھیں اور پھر صبح اٹھ کر گھر کے کاموں سے فارغ ہونے کے بعد 11 بجے دوبارہ نوافل شروع کر دیتیں۔بچپن میں مجھے دعاؤں کی طاقت کا زیادہ احساس نہ تھا اور مجھے سمجھ نہ آتی کہ امی کیوں اتنے درد سے کس چیز کے لئے دعائیں کرتی ہیں۔اب جب میں بڑی ہوئی ہوں تو احساس ہوا کہ زندگی میں ہر چیز کے لئے اللہ سے دعاؤں کا سہارا لینا پڑتا ہے اور یہی ایک حربہ میری امی نے مجھے سکھایا۔آخری بیماری میں بھی جب میں امی کے پاس بیٹھتی تو امی مجھ سے کہتیں کہ ’’تم اپنے بچوں کے لئے بہت دعائیں کیاکرو۔‘‘

میرے بھائی داؤد نے دبئی میں کچھ عرصہ کام کیا اس نے امی سے وعدہ کیا کہ 3سال بعد انگلینڈ واپس آ جائے گا اور داؤد نے اپنا وعدہ پورا کیا۔کئی لوگوں نے اظہار کیا کہ میری امی کو داؤد کو دبئی میں مزید عرصہ کام کرنے کی اجازت دینی چاہئے تھی تاکہ اس کا مستقبل بہتر بن سکے۔مجھے ابھی تک یاد ہے کہ ہمارے کسی رشتہ دار نے امی کے سامنے ذکر کیا تو امی کا کہنا تھا کہ میں نے اپنے بیٹے کے لئے بہت دعائیں کی ہیں اللہ میری دعاؤں کو ضرور سنے گا اور انشاء اللہ میرے بیٹے کو انگلینڈ میں بہت رزق ملے گا۔امی کی وفات سے کچھ عرصہ پہلے داؤد کو اللہ تعالیٰ نے انگلینڈ کی ایک بہترین لاء فرم میں پارٹنر بنا دیا۔امی کو اپنے خدا پر ایسا کامل یقین تھا ۔

امی کی عادت تھی کہ جب دیکھتیں کہ کسی کو مشورہ کی ضرورت ہے یا کوئی کمزوری ہے تو امی اتنے پیار سے ان کو سمجھاتیں کہ ان کو کسی قسم کی خفت محسوس نہ ہونے دیتیں۔امی کو جوان نسل اور خاص کر نوجوان لڑکیوں کی بہت فکر ہوتی تھی۔مجھے یاد ہے کئی بار مجھے بھی کہتیں کہ اس لڑکی کے رشتہ کے لئے دعا کرو۔یا یہ لڑکی پریشان ہے کیونکہ اس کے ابھی تک اولاد نہیں اور امی بہت درد سے یہ کہتیں جیسا کہ ان کے اپنے بچے ہوں۔امی کو الحمدللہ کئی بار اعتکاف بیٹھنے کا موقع ملا اور اعتکاف کے بعد بڑی خوشی کا اظہار کرتیں کہ اس بار اتنی جوان بچیوں نے اعتکاف کیا اور میں نے ان کو دعائیں کرنے کا طریق سکھایا اور کہتیں کہ اللہ کرے کہ ان کی دعائیں قبول ہوں اور اعتکاف کے بعد ان بچیوں سے رابطہ میں رہتیں اور ان کی خوشی پر بہت خوش ہو جاتیں۔

آجکل کئی جوان لڑکیاں اور ان کے والدین لڑکیوں کے رشتے کا اس وجہ سے انکار کر دیتے ہیں کہ لڑکا کسی دوسرے ملک میں رہتا ہے اور پھر بعض لڑکیاں والدین کے گھر واپس آ جاتی ہیں کہ ہمارا نباہ نہیں ہوا اور نئی جگہ ،ماحول میں رہنا مشکل لگتا ہے۔امی کی پرورش پاکستان میں ہوئی تھی آپ اپنے ماں باپ کی اکیلی بیٹی تھیں اور قدرتی طور پر ماں باپ نے بہت پیار دیا،بہت لاڈلی تھیں۔امی بہت خوش قسمت تھیں کہ انہوں نے شادی سے پہلے اپنی نانی حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگمؓ کے ساتھ بہت وقت گزارا اور دعائیں لیں ۔

1971ء میں میری امی کا رشتہ میرے والد مکرم ڈاکٹر حامد اللہ خان کے ساتھ ہوا جو ان دنوں انگلینڈ میں کام کرتے تھے اور شادی 10دن کے اندر ہوئی۔ان دنوں آجکل کی طرح انٹرنیٹ،واٹس ایپ،فیس بک وغیرہ کی سہولتیں نہ تھیں۔اگر آپ نے ملک سے باہر فون پر بات کرنی ہوتی تو آپریٹر کے ذریعہ 2 منٹ کی کال پہلے سے بک کروانی پڑتی تھی،امی کی شادی کے فوراً بعد ابو کے ساتھ انگلینڈ چلی گئیں اور اپنی نئی زندگی کا آغاز کیا۔امی اپنے والدین کی اکلوتی اور لاڈلی بیٹی تھیں۔امی نےبطور ایک اچھی بیوی،اچھی بہو اور اچھی ماں کے اپنی ذمہ داری احسن رنگ میں اداکی۔امی شروع میں اکیلی تھیں اورایک نئے ملک یوکے کے شہر yorkshire میں بہت جلد زندگی گزارنے لگیں۔میں تو سوچ بھی نہیں سکتی کہ اپنے والدین سے بات نہ کر سکتیں اور نہ massageدے سکتیں کیونکہ یہ سہولتیں میسر نہ تھیں ۔میں ذاتی طور پر بھی کہہ سکتی ہوں کیونکہ میں بھی شادی کے بعد لندن سے پاکستان آئی تھی لیکن موجودہ سہولتوں کی وجہ سے دوری کا احساس نہ ہوتا تھا۔قدرتی طور پر میرے رشتہ کی بھی امی کو فکر رہتی تھی۔ وہ مجھے ہمیشہ یاد دلاتیں کہ ’’اپنی قسمت کے لئے خود دعا کرو۔‘‘

میں شادی سے پہلے طبیعت کی تیز اور جذباتی تھی امی کو یہ فکر رہتی کہ اپنے سسرال میں کیسے گزارا کروں گی۔مجھے یاد ہے کہ کئی بار جب میں جذباتی ہوتی تو مجھے نصیحتاً کہتیں بیٹا! اپنی ساس سے ایسا نہ کرنا۔یہ نصیحت مجھے اب تک یاد ہے۔امی کی یہی تربیت تھی جس نے مجھے بہت سہارا دیا اور میں اپنے سسرال میں آسانی سے adjust ہو گئی اور الحمد للہ میں شادی کے بعد بہت خوش ہوں ۔میری ساس مرحومہ فخریہ انداز میں لوگوں کو بتلاتی تھیں کہ میں امۃ الحئی کو شاباش دیتی ہوں کہ اس نے اپنے بچوں کی اچھی تربیت کی ہے۔اس کی بیٹی انگلینڈ سے پاکستان آئی ہے اور سب میں ایسی گھل مل گئی ہے کہ بالکل بھی یہ احساس نہیں ہوتا کہ یہ باہر سے آئی ہے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ امی کی تربیت ہی ہے کہ محض اللہ کے فضل سے میں ربوہ کے ماحول میں ڈھل گئی ہوں۔میں جب امی کی زندگی پر نظر دوڑاتی ہوں تو میں فخریہ کہہ سکتی ہوں کہ الحمدللہ امی کو جب بھی لجنہ اماء اللہ میں کام کرنے کا موقع ملا تو بہت جذبہ سے کام کیا۔لجنہ کے کام کے ساتھ ساتھ 4 بچوں کی تربیت پر پوری توجہ دیتیں۔یارک شائر میں بہت بڑے گھر کو دلہن کی طرح رکھا اور گھر کی صفائی اور سجاوٹ کا امی کو بہت خیال ہوتا ۔ اس کے علاوہ امی بہترین cook بھی تھیں۔

امی کو اپنی صفائی اور لباس کا اتنا احساس تھا کہ اپنی آخری بیماری میں صبح ہوتے ہی کہتیں کہ مجھے تیار کر کے نیا لباس پہنا دو۔

دوسری عورتوں کی طرح امی کو بھی شاپنگ کا بہت شوق تھا اور گھر کے لئے سجاوٹ کی چیزیں خریدتیں اور جب ربوہ آتیں تو اپنے نئے کپڑے خریدتیں۔لیکن سب سے اہم چیز چندہ کی بر وقت ادائیگی تھی اور ہمیشہ اس کوشش میں ہوتیں کہ تحریک جدید اور وقف جدید کی پوری ادائیگی نئے سال کے اعلان کے ساتھ ہی کر دیں۔آج بھی ہر کام کرنے سے پہلے میں سوچتی ہوں کہ امی یہ کام کیسے کرتی تھیں۔امی کی آخری بیماری کے دوران میرا چھوٹا بیٹا عوید جو بہت چھوٹا تھا اور میری توجہ چاہتا تھا۔ امی اس کو بتانے کے لئے مجھے اپنے ساتھ لگا لیتیں اور مجھے پیار کرتیں اور کہتیں عوید یہ میری بیٹی ہے اس کو تنگ نہ کرو،کاش وہ آج زندہ ہوتیں ایک ماں کی حیثیت سے میری ذمہ داریاں مجھے سمجھاتیں۔امی کی جدائی کا درد اور غم ضرور ہے لیکن ہم اللہ کی رضا پر راضی ہیں اور میں اللہ کا شکر ادا کرتی ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ مجھے میرے والد کو اور میرے بہن بھائیوں کو یہ غم برداشت کرنے کی توفیق دے گا اور میں تین پیارے بچوں کو دیکھ کر اللہ کا شکر ادا کرتی ہوں کہ میں ان کی صحیح تربیت کر سکوں جیسا کہ میری امی نے ہماری تربیت اور پرورش کی ۔میں پھر اللہ کا شکر ادا کرتی ہوں کہ اللہ نے ہمیں ایک مثالی ماں دی اور بعض اوقات خیال آتا ہے کہ میری امی جلدی چلی گئیں ۔ لیکن اللہ کی تقدیر کے آگے ہم مجبور ہیں۔ان کی وفات کا وقت آیا اور اس پر میں اللہ کا شکر ادا کرتی ہوں کہ میری امی نے ایک مثالی زندگی گزاری۔

ایڈیٹر کی ڈاک

تاثرات۔آراء۔تجاویز

ڈاکٹرداؤدطاہر۔لندن

(قادیان سے ایک خط)

بجواب محراب بیت الفضل لندن

آج،30 مئی کی الفضل میں اپنی چھوٹی بہن محراب مسجد فضل لندن کا خط پڑھا۔آپ کی توسط سے اسے جواب دے رہی ہوں۔جہاں چھوٹے کافی لاڈلے ہوتے ہیں وہاں بڑوں کو اپنے بڑوں کی زیارت کا زیادہ موقع ملتا ہے اور اس لحاظ سے میں خود کو زیادہ خوش قسمت جانتی ہوں۔مجھ کو امام زماں، اس کے پہلے خلیفہ، دوسرے خلیفہ، چوتھے خلیفہ اور موجودہ خلیفہ وقت کے ماتھوں نے بوسہ دیا اور ان کے آنسوؤں سے خود کو لبریز پایا اور ان کے سجدوں سے فیضیاب ہوئی۔ ایک حسرت دل میں رہی، خلیفہ ثالث کا بطور خلیفہ دیدار اور قدم بوسی نہ کر سکی۔ خدا کرے ہم دونوں کو ہمیشہ خلیفہ وقت کی میزبانی کی توفیق عطا ہوتی رہے۔

آمین ثم آمین۔

فقط تمہاری بڑی بہنیں محراب مسجد مبارک و محراب مسجد اقصیٰ۔قادیان۔

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE
www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION Download on the App Store ANDROID APP ON Google play
اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
0044 74 9378 5065
0044 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

طاہرہ زرتشت۔ناروے

ایّامِ حیض میں شریعت کے احکام

ہر عورت جب بالغ ہوتی ہے تو اُس کے جسم سے فاسد خُون کا اخراج ہوتا ہے۔عموماًاس کادورانیہ ہرماہ تین سے دس دن تک ہوتا ہے۔یہ بحالتِ صحت بلوغت کے بعد بڑھاپے تک ہر ماہ عورت کو آتا رہتا ہے اس خُون کو حیض کہتے ہیں ۔انگریزی میں Menses کہتے ہیں جبکہ نارویجن میں Mensen کہتے ہیں ۔یہ اَیّام عورت کے لئے بہت تکلیف دہ ہوتے ہیں یورپ میں دس یا بارہ سال کی بچیوں کو بھی حیض آنے لگتاہے۔ یہ ایک قدرتی امر ہے لہٰذا اس موقع پر بچیوں کو گھبرانے اور خوف زدہ ہونے کی ضرورت نہیں البتّہ اُنہیں اپنے والدین کو مطلع کر دینا چاہیئے تاکہ وہ اس سلسلہ میں اُن کی مناسب راہنمائی کر سکیں۔

قبل از اسلام

اسلام سے پہلے ان مخصوص ایّام میں عورتوں کو بہت ذلیل کیا جاتا تھاانہیں اپنے ایّامِ حیض میں سب گھر والوں سے جدا رہنا پڑتا تھا۔ عرب لوگ ایّام حیض میں عورت کو ناپاک سمجھتے تھےیہودی عقائد کے مطابق جس عورت کو حیض آیا ہو اسے چھو لینے سے ہی انسان ناپاک ہو جاتا ہےاس کا بستر جس جگہ وہ سوتی یا بیٹھتی ہے نشِست گاہ کو بھی چھُونے والا ناپاک ہو جاتا ہےاگر اتفاق سے حائضہ عورت کا کپڑا یا بستر کسی کو لگ جائے تو وہ بھی ناپاک ہو جاتا ہےنہانے اور کپڑا دھونے کے باوجود وہ شام تک ناپاک رہتاہے۔

حائضہ عورت کو یہودی عبادت گاہوں میں داخلہ کی ممانعت ہے۔ کسی مقدس کتاب کو چھُونا تو درکنار سُننے سُنانے کو بھی حرام سمجھا جاتا ہے۔ اگر مرد اپنی حائضہ بیویٔ کے ساتھ لیٹ جاتا تو اس کا بستر ناپاک ہو جاتا اور وہ سات دن تک ناپاک رہتا ہے۔ ہندو مت میں بھی بے حد سختی ہےحائضہ عورت کا کھانا پینا بیٹھنا اور سونا بالکل علیحدہ کر دیا جاتا ہے ۔ گھر کے سب مرد وزن اس سے پرہیز کرتے ہیں کچن میں داخل نہیں ہو سکتی کسی مقدس کتاب کو چھُو نہیں سکتی ۔

اسلام نے اس معاشرتی برائی کو دور کیا اور شریعت میں یہ حکم اترا کہ حیض ایک تکلیف دہ عارضہ ہے یہ تکلیف تمام بنیٔ آدم کی لڑکیوں کے لئے مقدر ہے ان ایّام میں صرف ازدواجی تعلقات منع ہیں عام معاشرت ہر گز منع نہیں ۔ آنحضرت ﷺ اپنی بیویوں کے ان مخصوص ایّام میں ان کے ساتھ زیادہ محبت کا سلوک فرماتے اور ان کے ساتھ مل بیٹھتے۔

طہر

جن دنوں میں یہ خون نہیں آتاوہ طہر کے دن کہلاتے ہیں۔ اسلام دینِ فطرت ہے اس لئے تمام اسلامی عبادات میں انسانی ضروریات کے پیشِ نظر سہولیات رکھی گئی ہیں ۔چنانچہ ان اَیّام میں خواتین کی تکلیف کی وجہ سے انہیں نماز سے رخصت دے دی گئی ہے۔ خون ختم ہونے کے بعد نہانا ضروری ہوتا ہے۔ نہائے بغیر نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔ اور اگر سخت سردی یابیماری وغیرہ کی وجہ سے نہانے سے صحت کو نقصان پہنچنے یا زیادہ بیمار ہونے کا ڈر ہو تو۔ نہانے کی بجائے تیّمم کی بھی اجازت ہے۔

(بحوالہ فقہ احمدیہ حصہ اول صفحہ 50)

ایّامِ حیض میں میاں بیوی کے تعلقات

سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 223 میں اللہ تعالٰی فرماتا ہے۔

اور یہ لوگ تجھ سےحیض کے ایّام میں عورت کے بارے میں سوال کرتےہیں تُو کہہ دے کہ وہ ایک ضرر رساں امر ہے اس لئے تم عورتوں سے حیض کے دنوں میں علیحدہ رہو اور جب تک وہ پاک و صاف نہ ہو جائیں ان کے پاس نہ جاؤ۔

یہ حکم عورتوں کی تکلیف کے پیشِ نظر اور ان کی سہولت کی غرض سے دیا گیا ہے۔ اس طرح مرد اور عورت دونوں کسی بیاری سے بچ سکتے ہیں۔

پاکیزگی

جب عورت اَیّامِ حیض سے فارغ ہو تو مُشک پانی میں حل کر کے اور اس میں روئی بھگو کر اندرونی اعضاء کی صفائی کر لیا کرےاور طبّی طور پر ثابت ہے کہ ایسا کیا جائے تو عورت کی صحت اور آئندہ اولاد پر اس کا نہایت خوشگوار اثر پڑتا ہے۔

(تفسیرِ کبیر جلددوم صفحہ 501-502)

اللہ تعالٰی نے جسم کی صفائی رکھنے کا حکم دیا ہے۔ اللہ تعالٰی خود پاک ہے اور پاک و صاف رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ ایّامِ حیض ختم ہونے کے بعد غسل کرنانہائت ضروری ہے۔

ذکرِ الٰہی

ایّامِ حیض میںذکرِالٰہی منع نہیں یہ سمجھ لینا غلطی ہےکہ ایسی حالت میں دن میں بھی ذکرِ الٰہی نہیں کیا جاسکتا۔عام طورپرلوگ یہ سمجھتے ہیں کہ حائضہ عورت چونکہ ناپاک ہوتی ہےاِس لئےوہ قُرآنِ کریم کو بھی نہیں چھُو سکتی۔حضرت عائشہ سے روایت ہےکہ نبی کریم ﷺ میری گودمیں سرر کھ کرلیٹ جاتےحالانکہ میں حائضہ ہوتی پھر آپ ﷺ قُرآنِ کریم پڑھتے ۔

(صحیح بخاری جلد اوّل)(حدیث نمبر 297 صفحہ نمبر 387)

عورتیں ایّامِ حیض میں تلاوت کرسکتی ہیں بشرطِ کہ ان کے ہاتھ کو حیض کی نجاست نہ لگی ہو۔قرآنِ کریم کو کسی صاف ستھرے کپڑےیا رومال پر رکھ کر بھی پڑھ سکتی ہیں ۔

بہر حال خدا کے کلام کو پڑھنا اور سمجھنا جائز ہے

مسجد خدا کا گھر ہے اس میں نماز اور ذکرِ اِلٰہی ہوتا ہے۔ مساجد کے آداب میں یہ ہے کہ مساجد صاف ستھری ہوں۔ مسجد میں صاف ستھرے کپڑے پہن کرجانا پسندیدہ ہے۔ مسجد میں خُونِ حیض گرنے کے امکان کے پیشِ نظر بعض اوقات مسجد کے گندے ہوجانے کا خدشہ ہوتا ہے۔ آج کل خواتین ایسے پیڈ استعمال کرتی ہیں جس کے نتیجہ میں خون باہر نہیں گرتا۔ لہٰذا حائضہ عورت بوقتِ ضرورت مسجد میں جاسکتی ہے۔ اور اپنے کپڑوں اور جسم کی صفائی کے ساتھ مسجد کے اندر منعقد ہونے والی لجنہ کی میٹنگز میں شامل ہو سکتی ہے۔

اعتکاف

رمضان کے دوران اگر عورت اعتکاف بیٹھتی ہے اور اعتکاف کے دوران عورت کو ماہواری شروع ہوجائےتو لازم ہے کہ وہ اعتکاف ترک کردےاوراس حالت میں اُس کا مسجد میں رہنا مناسب نہیں ہےالبتّہ وہ اپنے معتکف میاں کی خدمت کر سکتی ہے۔ حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو کنگھی کیاکرتی تھیں حالانکہ وہ حائضہ ہوتیں اور آپ اس وقت مسجد میں اعتکاف بیٹھے ہوئے ہوتے ۔ آپ اپنے سر کو ان کے نزدیک کر دیتے اور وہ اپنے حجرہ میں ہوتیں وہ آپ کو کنگھی کرتیں حالانکہ وہ حائضہ ہوتیں۔

نماز روزہ سے رُخصت

اَیّامِ حیض میں عورت کی تکلیف کے پیشِ نظر اُسے نماز اور روزہ سے رُخصت دے دی گئی ہے۔ایّامِ حیض کے ختم ہونے کے بعد غسل کرنے کا حکم ہے۔ اس کے بعد وہ جملہ عبادات کو بجا لاسکتی ہے۔ اَیّامِ حیض میں عورت نماز نہیں پڑتی روزہ نہیں رکھتی اور طواف نہیں کرتی آنحضرت ﷺ نے فرمایا! کہ جب حیض آئے تو نماز چھوڑ دو جب بند ہو جائے تو نہاؤ اور نماز پڑھو۔

(حدیث نمبر 320 صفحہ نمبر 415بخاری جلد 1)

عیدین کی نمازپراگرعورت ایّامِ حیض سے گزررہی ہوتوگونمازاس پر فرض نہیں لیکن وہ عید گاہ میں جا کر دعا میں شامل ہو سکتی ہے۔

اِستحاضہ

استحاضہ وہ خون ہے جو ایک بیماری کی وجہ سے بعض عورتوں کو ماہواری کے ایّام کے علاوہ بھی آتا ہےتورات کے احکام کے مطابق عورت جب تک اس میں مبتلاء رہے وہ ناپاک ہےاس کو چھونے والا بھی ناپاک رہتا ہے۔ مگر اسلام نے اِس بیماری کو ناپاکی کا موجب قرار نہیں دیا۔ اور مُستحاضہ کو نماز پڑھنے کی اجازت دی ہے۔ حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ ایک صحابی کی بیٹی نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ یا رسول اللہ میرا تو خون بند نہیں ہوتا کیا میں نماز چھوڑ دوں؟آپ نے فرمایا کہ یہ تو ایک رگ کا خون ہے حیض نہیں ۔ پس جب حیض آئے تو نماز چھوڑ دو ۔ جب اس کا مقرِرہ وقت گزر جائے تو اپنے بدن سے خون دھو ڈالو اور نماز پڑھو ۔

(حدیث نمبر 306صفحہ 399 بخاری جلد آوّل)

مستحاضہ ہر قسم کی عبادت کر سکتی ہےاس کے مسجد میں داخل ہونے سے مسجد ناپاک نہیں ہوتی اور وہ اعتکاف بھی بیٹھ سکتی ہے۔

8جون2020		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		04:13	19:02
مدینہ منورہ	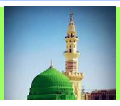	04:04	19:09
قادیان		03:43	19:32
ربوہ		03:23	19:15
اسلام آباد ٹلفورڈ		03:19	21:16